زیارۃ القبور

1830

ذخیرہ

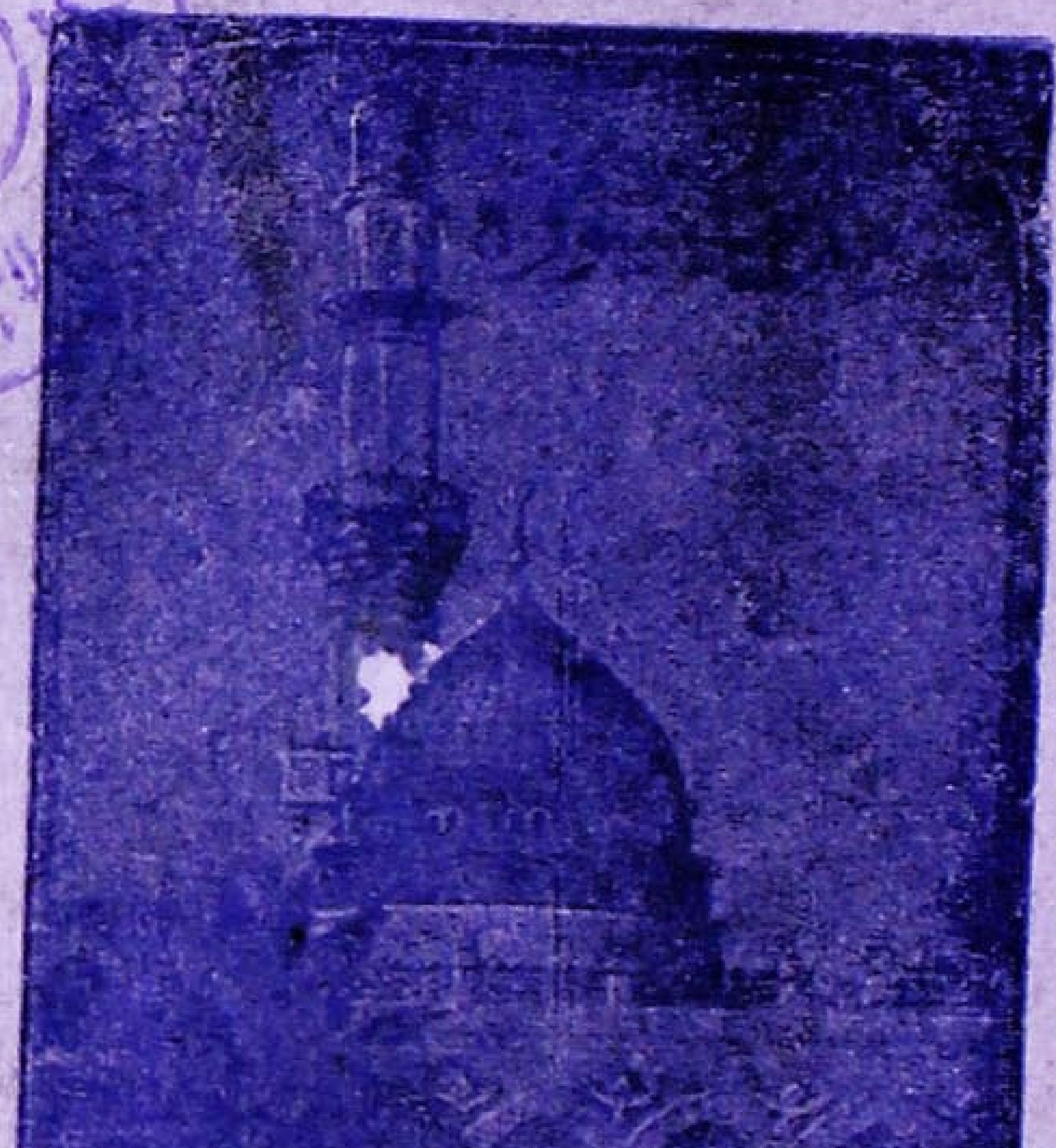

شائع کردہ

دار التصنیف جامعہ اسلامیہ پاکستان رجسٹرڈ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1830

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

رسالہ

زیارۃ القبور

مصنفہ

مفسر قرآن حضرت العلامہ شیخ الجامع مولانا الحاج سید بادشاہ گل حسین صاحب بخاری مدظلہ

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مہربانیہ اکوڑہ خٹک

شائع کردہ

دار التصنیف جامعہ اسلامیہ پاکستان اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

بار اول ۱۰۰۰
بار دوم ۱۰۰۰

(منظور عام پریس پشاور)

ہدیہ ایک روپیہ

Marfat.com

فہرست مضامین

59798

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	عرض حال	۳	۱۶	انبیاءؑ و اولیاءؒ کے معجزات و کرامات	۶۹
۲	مسئلہ زیارۃ القبور	۹	۱۷	کرامت کی اقسام	۷۰
۳	دلیل عقلی	"	۱۸	معجزہ و کرامت بعد از وصال	۷۳
۴	دلیل نقلی	۱۳	۱۹	جناب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات	۷۵
۵	استحباب زیارۃ القبور	۱۶	۲۰	حضرت علیؓ سے ملاقات	۷۶
۶	زیارۃ القبور کے اقسام	۱۹	۲۱	حضرت عامر بن فہیرؓ اور حضرت خبیبؓ کا واقعہ	۸۵
۷	عورتوں کا قبروں پر جانا	۲۳			
۸	اہل قبور سے خطاب	۳۳	۲۲	اہل قبور کا کلام	۸۶
۹	سماع موتیٰ	۳۶	۲۳	آداب زیارۃ القبور	۹۰
۱۰	ایک غلط فہمی	۳۹	۲۴	نشر الطیب کی اڑتیسویں فصل	۱۰۱
۱۱	قبروں میں انبیاءؑ و اولیاءؒ کی نماز و تلاوت	۴۱	۲۵	نقل فتویٰ دار العلوم دیوبند	۱۰۷
۱۲	شاہ انور شاہ صاحبؒ کا ارشاد	۴۹	۲۶	ارشاد گرامی حضرت قاری محمد طیب صاحب	۱۰۸
۱۳	حیات جسمانی انبیاءؑ شہداءؒ و اولیاءؒ	۵۲	۲۷	ارشاد گرامی الحاج محمد شفیع صاحب	۱۰۸
۱۴	شہداء کے اجسام کا مشاہدہ	۵۵	۲۸	تقریظ مولانا شمس الحق صاحب	۱۱۲
۱۵	اکابر دار العلوم دیوبند کا فتویٰ و عقیدہ	۶۱	۲۹	تقریظ مولانا عبد الرحمٰن صاحب	۱۱۳

Marfat.com

195.05

عرض حال

۵ر جولائی ۱۹۵۷ء کو جامعہ اسلامیہ کی خدمت کے سلسلے میں ایبٹ آباد جانا ہوا۔ نماز جمعہ اور خطیب صاحب کی آمد سے قبل جامع مسجد میں ایک صاحب وعظ فرما رہے تھے جس کا تمام تر زور بیان منع زیارت القبور اور مذمت صوفیائے کرام و پیران عظام پر صرف ہو رہا تھا۔ ایسے امور کو کفر و شرک اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کو مشرک کہتے جاتے تھے۔ حاضرین کی اکثریت اس کی تقریر سے چیں بہ جبیں ہو رہی تھی اور مختلف طور پر اپنی بے زاری اور ناراضگی کا اظہار کرتے رہے۔ ممکن تھا کہ یہ سلسلہ طول پکڑ جاتا کہ اتنے میں خطیب صاحب تشریف لے آئے۔ واعظ صاحب خود بخود بیٹھ گئے۔ اور خطیب صاحب نے تقریر شروع کر دی۔ معاملہ یہیں ختم ہوا۔ مگر نماز کے بعد بھی اس مسئلہ پر چہ می گوئیاں جاری رہیں۔ بعض زیارت القبور کے لئے جانے کے خلاف اور بعض اس کے حق میں تھے۔

وہیں سے میں نے ارادہ کر لیا کہ اکوڑہ خٹک پہنچتے ہی حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مسئلہ زیارۃ القبور کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اور اکابر دارالعلوم دیوبند کا صحیح مسلک واضح فرما دیں تاکہ زیارۃ القبور کے مخالفین و موافقین اس عظیم خسران سے بچ جائیں جو اس راہ میں حد اعتدال سے تجاوز کر کے افراط و تفریط سے کام لے رہے ہیں اور ایک دوسرے کو کفر و شرک کے دروازے تک پہنچا رہے ہیں۔ واپسی پر حضرت

Marfat.com

موصوف سے ملاقات ہوئی۔ سفر کے کوائف بیان کرتے مگر خدا کی شان یہی بات ذہن سے اتر گئی۔

دوسرے ہی روز شام کو حضرت قبلہ شیخ الجامعہ تشریف لائے اور ایک مسودہ میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اس کا مطالعہ کر کے چھپائی کا انتظام کریں۔

میں نے دیکھا کہ وہی چیز میرے ہاتھ میں تھی جسے میں ڈھونڈ رہا تھا۔ بے اختیار منہ سے نکلا سبحان اللہ بارک اللہ! مطالعہ سے دل کو اطمینان ہوا۔ حضرت بادشاہ گل صاحب مدظلہ العالی نے پوری محنت اور جانفشانی سے کام لیتے ہوئے مستند اور معتبر دلائل سے اس مسئلہ کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ مسودہ دار التصنیف کے علمی بورڈ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ جس پر دور حاضر کے معتمد علیہ عند العلماء اہل حق حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی اور استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کیمبل پوری نے تقریظ لکھ کر تصدیق کر دی ہے۔

طباعت کا مسئلہ سامنے آیا تو جامعہ کی تعمیری کمیٹی کے صدر جناب جناب نفضل صاحب الحاج محمد علی خان رئیس اعظم ہوتی مردان نے اپنی جیب خاص سے طباعت کے اخراجات عنایت کر کے یہ مشکل حل کر دی (جزاکم اللہ تعالیٰ) چنانچہ یہ رسالہ بحمدہٖ تعالیٰ بے حد مقبول ہوا اور مسلسل تقاضے اور پیہم مطالبے دوبارہ اشاعت کے محرک بنے۔

مجھے امید کامل ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے زیارۃ القبور کے منکرین اور مؤیدین دونوں کی پوری پوری تشفی ہوگی اور جانبین کے منصف مزاج حضرات صحیح مسلک پالیں گے انشاء اللہ العزیز

۳ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ

راحت گل

ناظم دار التصنیف جامعہ اسلامیہ پاکستان اکوڑہ خٹک

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

مجھے بعض دوستوں نے فرمایا کہ زیارۃ القبور اور بعض احوال موتی کے متعلق ہدایت عامہ کی غرض سے کچھ لکھوں کیونکہ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ زیارۃ القبور وغیرہ کے متعلق قوم بہت ہیجان اور الجھن میں پڑی ہوئی ہے۔ ان کی صحیح رہنمائی اور مسئلہ زیارۃ القبور کی پوری وضاحت کی اشد ضرورت ہے کیونکہ بہت سے لوگ اس امت میں ایسے ہیں جو ان لوگوں کو کافر اور مشرک کہتے جو اولیاء اللہ اور شہداء کے مزارات پر جاتے ہیں اور ان کو اپنے لئے درگاہ الٰہی میں وسیلہ اور ذریعۂ قضاء حاجات سمجھتے ہیں۔ ان زائرین اور متوسلین کی تشبیہہ بتوں کی پوجا کرنے والوں کے ساتھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ سوا اس کے کہ ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اور دیگر ہندو یا سیتا وغیرہ کے ماننے والے۔ تو کیا یہ صحیح ہے کہ زائرین قبور یا متوسلین بالانبیاء والاولیاء مشرک ہیں اور اگر یہ صحیح نہیں تو زیارۃ القبور اور اہل قبور کے بعض حالات پر روشنی ڈال کر اطمینان بخشیں اور یہ بھی ظاہر کریں کہ بعد الموت انکے تصرفات یا کرامات کچھ ہوتے ہیں یا نہ یا انبیاء اور اولیا وشہداء کرام کو درگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز ہے۔ نیز خیر القرون میں ان کا توسل کیا گیا ہے یا نہ؟

Marfat.com

اس سوال کے جواب میں اپنے دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ لوگ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ کیا یہ اختلاف آج کل کا ہے یا اس ملک میں آپ دیکھ رہے ہیں اور ملکوں میں نہیں؟ اور کیا میری تحقیق اور بیان سے منکرین زیارۃ القبور اور متوسلین کو برا کہنے والے رک جائیں گے یا اسکی کچھ توقع ہے؟

دوسری طرف زیارۃ القبور اور توسل کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں سے اگر زیارۃ القبور اور توسل کی صحیح حقیقت اور اس کے آداب پوچھے جائیں تو کیا یہ زیارۃ القبور کا صحیح اور مسنون طریقہ بتا سکیں گے؟ یا ان کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اور فقہائے کرام و سلف صالحین اور انہی بزرگوں اور اولیاء اللہ کی بتائی ہوئی تعلیم اور طریقہ میں زیارۃ القبور اور توسل کو پیش کیا جائے تو کیا یہ شیدایان زیارت اور توسل اس کو بطیب خاطر قبول فرمالیں گے؟ مجھے تو ہر دو طرف سے افراط و تفریط کی بو آتی ہے جو یقیناً صراط مستقیم نہیں اور محض خواہشات نفسانیہ کی اتباع اور جذباتی انتقامات کا مظاہرہ ہے۔ ہمیں اب اگر اس وقت کچھ سوچنا ہے تو منکرین زیارۃ القبور و توسل یا منکرین سماع وغیرہ کا نام ہی نہ لیں بلکہ اپنی اصلاح کر کے صراط مستقیم اختیار کر لیں اور جو مسائل و تحقیق اس باب میں موجود ہیں بغیر کسی رسم اور مقابلہ کے اس کو اپنے لئے مشعل راہ بنالیں۔

یہ مسائل جھگڑوں اور انتقامی جذبات اور جواب و جواب الجواب سے طے نہیں ہوتے اور نہ گالی گلوچ اور تو تو میں میں اس کا صحیح علاج ہے۔ یہ سب پیٹ کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اگر آپ حضرات میری گذارش کو مانیں تو میں قرآن و حدیث اور فقہاء امت کی اتباع میں اس کے متعلق بط

مشت نمونہ خروار عرض کردوں گا اور یہ دعا کروں گا کہ یا اللہ مجھے حق کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما اور اس رسالہ کو مقام قبولیت عطا فرما کر میرے لئے وسیلہ خیر دارین بنا اور افراد ملت اسلامیہ کو اس پر چلنے کی توفیق اور گم کردہ راہ حق کو مشعل رشد و ہدایت بنا کر استقامت نصیب فرما بحرمتہ سید الانبیاء والمرسلین ۔

واضح رہے کہ جمیع مسائل اس کتاب میں جو اہل قبور اور انکی زیارت کے متعلق ہیں وہ کتب ذیل سے ماخوذ ہیں :۔

صحاح[1] ستہ ، شرح[2] الصدور ، مصنف[3] ابی شیبہ ، بیہقی[4] طبقات[5] ابن سعد ، طبرانی[6] ، حاکم[7] ۔ مسند[8] امام ابو حنیفہ حلیہ[9] ، فیض[10] الباری ، عمدۃ[11] القاری ، فتح[12] الباری ، نسیم[13] الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض ، شرح[14] ملا علی القاری علی الشفاء ۔ المہند[15] علی المفند ، تفسیر[16] مظہری ، تفسیر[17] بیان القرآن ، فتاوی[18] حدیثیہ فتاوی[19] امدادیہ ، بوادر[20] النوادر ، شامی[21] ، طحطاوی[22] ، مناسک[23] ملا علی القاری ، شرح[24] اللباب للملا علی القاری ، حصن[25] حصین للعلامہ جزری شرح مقاصد[26] للعلامہ التفتازانی ۔ شرح[27] المطالع ۔

یہ بھی ملحوظ خاطر ہو کہ میں نے عربی عبارت کا لفظی ترجمہ نہیں کیا بلکہ ایک طرف اصل مع حوالہ اور تشریح کے ذکر کیا ہے اور اس کے بالمقابل اردو میں اس کا مضمون بیان کیا ہے اور ایسا بھی آپ پائیں گے کہ عربی حصہ میں حوالہ جات اور نقول زیادہ ہونگے اور اردو حصہ میں کم اور کبھی بالعکس ۔

Marfat.com

اس کی وجہ صرف طلبہ اور عوام کی رعایت ہے۔ عربی حصہ میں طلباء اور اردو حصہ میں عوام کی رعایت کی گئی ہے لہٰذا اختلاف پانے سے آپ پریشان نہ ہوں۔

نیز توسل بالانبیاء والاولیاء کے متعلق میں نے ایک رسالہ سپرد قلم کیا ہے جو کتاب الوسیلہ کے نام سے مشہور ہے اس میں میں نے توسل بالانبیا والاولیاء کی حقیقت بمع جمیع اقسام توسل کے اور شریعت میں اس کے مقام کا اپنی بے بضاعت علمی کے مطابق ذکر کیا ہے۔ اس کو وہاں ملاحظہ فرماویں۔ یہاں صرف زیارۃ القبور اور بعض دیگر احوال موتی عرض کروں گا مثلاً اہل قبور کی انس ورد سلام اوران کا سننا یا نماز و تلاوت میں مشغول رہنا یا عالم برزخ میں ان کا بدن و جسم محفوظ رہنا یا بعد الموت انبیاء اور اولیاء کے معجزات و کرامات کا ظاہر ہونا اور آخر میں زیارۃ القبور کے آداب اور طریقہ کو مختصر بیان کرکے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اڑتالیسویں فصل جو توسل کے جواب کا صحیح حل ہے نقل کرکے رسالہ کو ختم کر دیا ہے۔

وباللہ التوفیق وھو المستعان وعلیہ التکلان۔

ننگ اسلاف بادشاہ گل بخاری عفی عنہ

Marfat.com

مسئلہ زیارۃ القبور

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو عقلاً و نقلاً دونوں لحاظ سے جائز ہے۔ کیونکہ

دلیل عقلی

ارواح بشریہ جب اپنے اجسام سے الگ ہو کر اور ظلمت جسمانی سے نکل کر انوار روحانیہ کی جانب پرواز کر لیتے ہیں اور اتصال عالم علوی کے بہت مشتاق ہونے کی وجہ سے عالم الملائکۃ و منازل القدس کی طرف چلے جاتے ہیں۔ چونکہ اس وقت یہ ارواح علائق اور عوائق جسمانی سے خالی ہوتے ہیں تو ان سے آثار اس عالم کے احوال میں بہت رونما ہوتے ہیں جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور والمدبرات امراً کی ایک صحیح مصداق بن جاتے ہیں۔

ارواح کو جسمانی تعلقات کے ختم ہونے کے بعد مدبرات اس عالم میں بھی اس طرح دیکھا گیا ہے کہ شاگرد کو سخت مسئلہ سامنے آیا۔ حل کی کوئی صورت نہیں ملی۔ استاد کو خواب میں دیکھا اور اس کی روح نے اس مسئلہ کو حل کرکے صحیح راستہ بتا دیا۔ اسی طرح بہت سے لوگوں نے اپنے والدین کو خواب میں دیکھا کہ مشکل سوالات پوچھنے کے بعد حل فرما رہے ہیں اور انکے صحیح جوابات سے اپنے بیٹے کو مطمئن کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ارواح بعد از مفارقت موجود ہیں اور انکے ساتھ سلسلۂ ملاقات ان ارواح

Marfat.com

کا جواب تک علائق جسمانی میں جاری ہے۔ منقطع بالکلیہ نہیں۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ بچپن میں جب میں اول کتاب "حوادث الاول لہا" پڑھ رہا تھا تو میں نے اپنے والد بزرگوار کو خواب میں دیکھا کہ مجھے حدوث حرکت پر آپ نے نہایت عمدہ دلیل بتادی اور فرمانے لگے :-

اجود الدلائل ان یقال الحرکۃ انتقال من حالۃ الی
حالۃ فھی تقتضی بحسب ماھیتہا مسبوقیتہا
بالغیر والازل ینافی کونہ مسبوقا بالغیر فوجب
ان یکون الجمع بینہما محالاً

کہ حرکت انتقال ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اور یہ بحسب ماہیت مقتضی مسبوقیت بالغیر کا جمع ہونا محال ہے تو حرکت حادث ہوئی۔

فردوسی شاعر کا بھی ایک واقعہ امام رازی نے نقل کیا ہے کہ اس نے شاہ سبکتگین کے نام پر شاہنامہ بغرض انعام کے تحریر کیا اور اس میں شاہ کی بہادری اور پہلوانی وغیرہ کی بہت تعریف کی اور رستم کے حالات وغیرہ بیان کر کے اس کو ثابت کیا۔ مگر بادشاہ نے اس کی طرف کماحقہ توجہ نہ فرمائی۔ بہت تنگ اور پریشان ہوا۔ خواب میں رستم کو دیکھا کہ کہہ رہا ہے کہ تم نے میری تعریف اس کتاب میں بہت کی ہے اور میں مردوں میں شمار ہوں تاہم چاہتا ہوں کہ آپ کو کچھ فائدہ ملے۔ آپ فلاں مقام کو جائیے اور زمین کو کھود دیجئے وہاں آپ کو دفینہ مل جائے گا۔

Marfat.com

فردوسی شاعر اکثر یہ فرماتے تھے کہ رستم مرنے کے بعد بھی شاہ سبکتگین سے زیادہ کرم فرما ہیں۔ امام رازی نے مطالب عالیہ کے تیسرے مقالہ کی پندرھویں فصل میں ادلہ بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے۔

فوجب القطع بان النفس بعد مفارقۃ البدن مدرکۃ للجزئیات۔

"پس اب یقین واجب ہوگیا اس بات پر کہ نفس بدن کی مفارقت کے بعد جزئیات کا مدرک ہے"۔

امام رازی اس مقالہ کی اٹھارھویں فصل میں اس عنوان سے :-

الفصل الثامن عشر فی بیان کیفیۃ الانتفاع بزیارۃ الموتی والقبور۔

"کہ یہ اٹھارھویں فصل اس بیان میں ہے کہ موتیٰ اور اہل قبور سے کس طرح نفع حاصل کیا جا سکتا ہے"۔

منعقد کر کے چند مقدمات کے بعد لکھتے ہیں کہ انسان جب ایک انسان قوی النفس کامل الجوہر شدید التاثیر کی قبر کے پاس جا کر کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کا نفس اس تربت سے متاثر ہو جاتا ہے۔ چونکہ نفس کا خاص تعلق اور عشق اس بدن سے ہے جس میں کافی عرصہ تک دنیا میں رہ چکا ہے۔ لہٰذا اس زائر کو اس میت کے نفس سے (بوجہ اجتماع دونوں کے اس تربت پر) ملاقات ہو جاتی ہے پس ان دونوں نفوس کی مثال ایسی ہے جسطرح کہ دو شفاف صیقل شیشے ایسے رکھے جائیں کہ ایک دوسرے کی شعائیں ان میں منعکس ہوں۔ پس جو معارف

Marfat.com

برہانی وعلوم کسبی اور اخلاق حمیدہ اس زائر کے نفس میں حاصل ہو جاتے ہیں تو اس سے ایک نور میّت کی روح میں منعکس ہو جاتا ہے اور روح میت میں جو کامل نورانی علوم موجود ہیں وہ اس زائر کی روح میں منعکس ہو جاتے ہیں تو یہ سلسلۂ انعکاس ہر دو طرف سے بوجہ اجتماع دونوں کے اس قبر پر ہوتا ہے تو زیارت قبر حقیقت میں اس منفعت کبریٰ اور بہجت عظمیٰ کا روح زائر کے لئے اور روح مزور دونوں کیلئے بہترین سبب بنا اور یہی وجہ زیارۃ القبور کی مشروعیت کی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے فوائد اور اسرار ہیں جو کامل النفس سے مخفی نہیں۔

وتمام العلم بحقائق الاشیاء لیس الا عند اللہ۔

علامہ میر السید الشریف الجرجانی شرح المطالع کے اوائل میں لکھتے ہیں کہ توسل اور فیض ارواح سے بعد از تجرد عن الابدان بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ ان ارواح کا تعلق اپنے ابدان کے ساتھ تھا اور اس حالت میں تکمیل نفوس کی طرف اپنے ہمم عالیہ کی بنا پر متوجہ تھے تو اس کا اثر اب بھی ان میں باقی ہے اس وجہ سے انکے مزارات پر جانا فیضان کثیرہ کا معد ہے جو اصحاب بصائر کے مشاہدات میں سے ہیں۔

انتہی بادنیٰ تغیر۔ پس امام رازی، علامہ تفتازانی۔ میر سید شریف جیسے اکابر متکلمین اولیاء اللہ کے روحانی فیض کے بعد الموت بھی قائل ہیں اور انکے مزارات پر جانا باعث برکت اور حصول منفعت کبریٰ سمجھتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور عفو کا دارومدار ہے کیونکہ ظاہر و باطن کی اصلاح سے اور خضوع للہ اور اخلاق حمیدہ سے یقیناً اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشی اھم

Marfat.com

مقصد حیات انسانی ہے۔ لہذا جو ذرائع اس مقصد عظمیٰ کے ہیں ان پر عمل کرنا بھی اہم مقاصد میں سے ہے اور اس راستہ میں شیاطین الجن والانس میں سے جو بھی سد راہ بنیں اس کے لئے اعدوالھم مااستطعتم کے مطابق اسلحہ جہاد تیار کرنا چاہیئے۔

زیارۃ القبور روایاتِ صحیحہ سے بھی ثابت ہے

دلیل نقلی زیارۃ القبور

ع ۱ ابو حنیفہؒ عن علقمۃ بن مرثد وحماد انہما حدثاہ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال کنت نھیتکم عن القبور ان تزورھا فزوروھا ولاتقولوا ھجرًا

مسند امام ابو حنیفہؒ

حضرت بریدہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے پہلے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے سو اب زیارۃ کرو قبروں کی۔ لیکن بری بات زبان سے نہ کہو۔

مسند امام اعظم باب زیارۃ القبور والسلام علی اھلہا۔

ع ۲ ابو حنیفہؒ عن علقمۃ عن ابن بریدۃ عن ابیہ قال کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا خرج الی المقابر قال السلام علی اھل الدیار من المسلمین وانا ان شاء اللہ بکم

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قبرستان میں تشریف لے جاتے تو یہ الفاظ دعائیہ زبان مبارک پر ہوتے:۔ "السلام علی اہل الدیار الخ"

Marfat.com

لاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية ۔

مسند امام ابوحنیفہؒ

کہ قبروں میں رہنے والے مسلمانو! سلامتی ہو تم پر۔ ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے عافیت کے خواستگار ہیں ۔

---

۳ اخرج مسلم عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم زوروا القبور فانها تذكر الموت ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیارت کرو قبروں کی کہ یہ موت کو یاد دلاتی ہے

---

۴ واخرج ابن ماجة والحاكم عن ابن مسعودؓ ان رسول الله صلے الله عليه وسلم قال كنت نهيتكم من زيارة القبور فزوروها فانها تزهد فى الدنيا وتذكر الآخرة

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے پہلے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت کرنے سے ۔ سو اب زیارت کرو قبروں کی کہ یہ دنیا میں زاہد بناتی ہے اور آخرت کو یاد دلاتی ہے ۔

---

۵ واخرج الحاكم عن انس رضہ مرفوعا كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها وليزدكم زيارتها خيرا ۔ وفى رواية اخرى فزوروها

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو قبروں کی زیارۃ سے منع کیا تھا لیکن اب اجازت ہے جا سکتے

Marfat.com

فانها ترق القلب وتدمع العين وتذكر الاخرة وفی الاخر سے فزوروها فان فیها عبرة ۔

ہو اور اس میں تمہارے لئے زیادہ خیر ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ قلب کو نرم بناتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہاتی ہے اور اس میں آپ کو عبرت ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارة سے منع کیا تھا (بوجہ قرب زمانہ جاہلیت کے کہ کفار اپنے بزرگوں کی زیارت پر کلمات قبیحہ وشرکیہ کہتے تھے اور ان کو نافع اور ضار حقیقتہ سمجھتے تھے کہ یہ اصحاب القبور جو بھی کرنا چاہیں تو بغیر اذن الٰہی کر سکتے ہیں اللہ میاں کے ان امور جزئیہ میں محتاج نہیں اور ماذون مطلق ہیں) مگر اب اجازت ہے جا سکتے ہو۔ اس میں تمہاری بہتری اور خیر کا پورا سامان ہے ۔ (کیونکہ احکام شرعیہ واضح طور سے بیان ہو گئے ہیں توحید و رسالت کی حقیقت اور اس کی تعلیم قوم کے سامنے کھل کر بیان ہو گئی ہے ۔ عالم الغیب اور نافع وضار ، مالک خیر وشر ، حی قیوم اور ظاہر و باطن کے جاننے والا مطلقاً ہر آن وہر زمان اور ہر مکان میں وہی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے اسکے ساتھ کوئی بھی ان صفات کمالیہ میں شریک نہیں ۔ یہی اس میں مستقل اور فاعل مختار ہے ۔ اور مخلوق میں بعض صرف ذرائع اور وسائل ہیں جنکے ذریعہ سے فیضان وجود وقضاء حاجات اور دفع بلیات وغیرہ فرماتے ہیں ۔ تو اصحاب القبور اور ان میں اصحاب نبوت و ولایت تشفیع اور وسیلہ فیضان الٰہی

Marfat.com

ہیں اور ان کی صحبت و زیارت سے تو رقت قلب اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد حاصل ہوتی ہے۔ تو اب تمہارے جانے میں کوئی خطرہ نہیں اب تو بوجہ کامل مسلمان اور احکام شرعیہ سے واقف ہونے کے ایسا قول و فعل نہ کروگے جس سے عادت جاہلیت کی بو آتی ہو بلکہ اس سے اپنے آپ کو بچاؤگے)۔ چونکہ پھر بھی عادت قدیمہ کی وجہ سے تقاضا بشری کے ماتحت خطرہ تھا کہ کچھ خلاف شرع بات زبان سے نہ نکالیں تو فرمایا — "ولا تقولوا ھجرا" — کہ باطل اور بری بات زبان سے نہ نکالو۔ وہی بات کہنی چاہیئے جس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو اور صاحب قبر کو بھی تکلیف نہ ہو

استحباب زیارۃ القبور

روایات سے معلوم ہوا کہ زیارۃ القبور میں کوئی ممانعت نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اگرچہ قاعدہ اصولیہ (ان الامر بعد الحظر للاباحۃ) کی رو سے مباح ہونی چاہیئے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار جنت البقیع میں زیارۃ القبور کے لئے جانا اور اسی طرح شہدائے احد کی طرف تشریف لے جانا جو روایات صحیحہ سے ثابت ہے اس بات پر دلیل واضح ہے کہ یہ مستحب اور سنت ہے۔ اگرچہ بعض نے واجب فرمایا ہے لیکن جمہور محققین کا مسلک استحباب ہے۔

واتفقوا علی ندبھا للرجال فی قبور المسلمین وان بلوا۔

دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین للنووی جلد ۵ صفحہ ۱۸۰

شامی رد المختار جلد ۱ صفحہ ۸۴۳ میں ہے کہ زیارۃ القبور مستحب ہے کما فی البحر عن المجتبی۔

اور ہفتہ میں ایک بار زیارۃ القبور ہونی چاہیئے۔ کفافی المختار ات النوازل۔
مگر جمعرات، جمعہ اور ہفتہ، پیر اور پیر بقول محمد بن واسع رح جمعہ کا دن بہتر ہے۔

قال ابن حجر فی فتاویہ ولا تترک لما یحصل عندھا من منکرات و مفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل وازالتہا ان امکن ——— الخ

شامی۔ جلد ۱۔ صفحہ ایضاً۔

علامہ ابن حجر نے تو یہاں تک فرمایا کہ زیارۃ القبور کو بوجہ منکرات و مفاسد کے جو وہاں ہوتے ہیں مثلاً مرد اور عورتوں کا اختلاط یا اور اس قسم کے مفاسد اور منکرات قمار بازی، رقص اور ہیجڑوں وغیرہ کے گانے بجانے غنڈوں اور فساقوں کے جمگھٹے، ترک کرنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ جو اعمال صالحہ ذرائع ہوں اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کے وہ ایسے منکرات یا اقوال و افعال کی وجہ سے جو بوجہ جہالت زائرین سے صادر ہوتے ہیں نہیں چھوڑے جاتے۔ بلکہ اگر اس کی قدرت میں روک ٹوک نہیں تو ان افعال و اقوال وغیرہ کو برا سمجھتے ہوئے اور انکار کرتے ہوئے زیارۃ القبور کا شرف حاصل کرے اور اگر ممکن ہو اور اس کے بس میں بھی ہو تو ان منکرات کا ازالہ کرے۔

معلوم ہوا کہ زیارۃ القبور سے کسی کو روکنا اور منع کرنا نہیں بلکہ اہل علم اور زیارۃ القبور سے واقف حضرات کو چاہیئے کہ عوام کو آداب زیارت سے مطلع کرائیں اور عملاً بھی آداب کی تعلیم دیتے ہوئے مزارات کا شرف حاصل کرے ایک شخص ہے کہ وہ دو رکعت نماز نفل یا فرض مسجد میں ناپاک

Marfat.com

کپڑوں سے پڑھ رہا ہے۔ یا وہ نماز میں دائیں بائیں اوپر نیچے بغیر کسی تردد کے دیکھ رہا ہے یا وہ قومہ، جلسہ، رکوع، سجود مسنون طریقہ سے نہیں ادا کر رہا ہے تو کیا اس شخص کو ہم یہ کہیں گے کہ نماز حرام ہے۔ نماز مت پڑھو اور تمہیں مسجد نہیں آنا چاہیے۔ یا اس کو نہایت نرمی سے اور حکیمانہ رنگ میں (جب مخاطب جلالی طبیعت یا اس کی عمر کا اکثر حصہ جہالت اور اسی عادت غیر مشروعہ میں گذرا ہے) سمجھائیں گے برادر، دوست، مہربان اور بزرگ وغیرہ جیسے اچھے اور مہذب الفاظ میں اس سے خطاب کریں گے اور اس کو بتائیں گے کہ دیکھیے اللہ تعالیٰ نے ہم پر نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، جہاد اور دین کی نشر و اشاعت فرض کیا ہے اور پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً ہمیں اس کی تعلیم دی ہے اور اس کا طریقہ سکھلایا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز ادا کرنے کے لیے آؤ تو وضو کرو اور اس طرح کرو۔ پھر نماز پڑھو تو اس طرح پڑھو اور اس میں رکوع، سجود اور قومہ و جلسہ ادا کرو تو اس طرح سے ادا کیا کرو۔ اور نماز کو سکون اور وقار، خشوع اور خضوع سے ایسے پڑھا کرو۔ علی ہذا القیاس۔ تو تمام آداب اور واجبات اور سنن بمعہ فرائض کے ہم اس کو بتائیں گے تاکہ آئندہ وہ نماز صحیح اور مسنون طریقہ سے ادا کرے۔

اسی طرح انبیاء اور اولیاء و شہداء عظام کے مزارات اور مشاہد پر جانا شرعاً ممنوع نہیں بلکہ مستحب اور مسنون ہے۔ اب اگر کوئی اس مستحب اور مسنون فعل کو غلط اور منکر طور سے ادا کرے تو ہم اس کو سمجھائیں گے کہ دوست! زیارت اور مشاہد مبارکہ پر حاضری تو بہتر ہے باعث برکت و فیض اور تذکر آخرت ہے

مگر جس طرح تم حاضری دیتے ہو اور جو اقوال و افعال زیارت کرتے وقت تم سے صادر ہوتے ہیں وہ ایسے ہیں جو اسی صاحب قبر نے بھی نہیں کئے بلکہ اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ اگر ہمیں کچھ فیض و برکت حاصل کرنا ہے یا اللہ سے اسی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا ولی علیہ الرحمۃ کے وسیلہ سے سوال کرنا ہے تو اسی عقیدہ اور طریقہ کو اختیار کرنا پڑے گا جو ہمارے لئے مفید ہو اور اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا ولی علیہ الرحمۃ کے لئے باعث خوشی اور رفع درجات ہو۔ لہذا زیارۃ القبور کے آداب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہا و محدثین عظام رحمہم اللہ تعالی کی زبانی یہ ہیں اور اس کی روشنی میں ہم سب برکات اور دنیا و آخرت کی خوشی اللہ تعالی کی رضا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کر سکتے ہیں۔ (آداب زیارۃ القبور کو انشاء اللہ تعالی اسی رسالہ کے آخر میں عرض کروں گا)۔

زیارۃ القبور کے اقسام

زیارۃ القبور کی غرض و غایت کے لحاظ سے علماء نے کئی اقسام بیان کی ہیں۔

علامہ محمد بن علان الصدیقی المکی نے شرح ریاض الصالحین للنووی جلد ۵ صفحہ ۱۹ پر علامہ نوویؒ کا قول نقل فرمایا ہے کہ زیارت اگر محض تذکر موت و آخرت کے لئے ہو تو کسی شخص کی قبر دیکھنا کافی ہے (مسلم و غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں) اگر اس کے علاوہ دعا بھی مقصد ہو کہ صاحب قبر کے حق میں دعائے مغفرت بھی کی جائے تو اس کے لئے کسی مسلمان کی قبر میسر آئے تو کافی ہے کیونکہ دعا مسلمان ہی کے حق میں ہو سکتی ہے۔ مردہ کافر کے حق میں منع ہے۔
یا مقصد اس کے علاوہ تبرک بھی ہو کہ زیارت پر جاکر دعا اور یاد موت کے

Marfat.com

کے علاوہ صاحب قبر سے برکات اور فیوضات بھی حاصل کروں تو اس کو اہل خیر اور اولیاء اللہ کی زیارت پر جانا چاہیئے۔

فیسن لاھل الخیر لان لھم فی برازخھم تصرفات وبرکات (باذن اللہ تعالی) لایحصی مدھا

کیونکہ اولیاء اللہ کو عالم برزخ میں وہ برکات اور تصرفات اللہ تعالی کے حکم اور فضل سے حاصل ہیں جن کا کوئی شمار و انداز نہیں۔

آگے علامہ کی عبارت صرف طلبہ کی خاطر لکھی جاتی ہے۔ لہذا مطلب کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

والعقل ایضا یقتضی ذلک کما قال العلامۃ التفتازانی فی شرح المقاصد وھو من امھات کتب اصول الدین فی صفحہ ۳۲ من الجزء الثانی منہ فی الرد علی الفلاسفۃ لما کان ادراک الجزئیات مشروطا عند الفلاسفۃ بحصول الصورۃ فی الالات فعند مفارقۃ النفس وبطلان الالات لا تبقی مدرکۃ للجزئیات ضرورۃ انتفاء المشروط بانتفاء الشرط۔ وعندنا لما لم تکن الالات شرطا فی ادراک الجزئیات اما لانہ لیس بحصول الصورۃ لا فی النفس ولا فی الحس واما لانہ لا یمتنع ارتسام صورۃ الجزئی فی النفس۔

بل الظاھر من قواعد الاسلام انہ یکون للنفس بعد المفارقۃ ادراکات جزئیہ واطلاع علی بعض جزئیات احوال الاحیاء

سیما الذین کان بینھم وبین المیت تعارف فی الدنیا ولھذا ینتفع بزیارۃ القبور والاستعانۃ بنفوس الاخیار من الاموات فی استنزال الخیرات و استدفاع الملمات فان للنفس بعد المفارقۃ تعلقا ما بالبدن وبالتربۃ التی دفن فیھا فاذا زار الحی تلک التربۃ وتوجھت نفسہ تلقاء نفس المیت حصل بین النفسین ملاقاۃ وافاضات، انتھی، فیا ایھا الطالب اللبیب قد علمت ان الاھل الخیر فی برازخھم تصرفات وبرکات ینتفع بھا الزائر ومثل ھذا العالم المحقق یعتقدھا ویبیھا فعلیک باتباعہ۔

اور یا مقصد ادائے حق ہو کہ جاکر اپنے والد یا دوست کا حق بھی ادا کرو ں تو اس کو خاص والد یا دوست کی قبر پر جانا چاہیئے۔

لخبر ابی نعیم من زار قبر والدیہ او احدھما یوم الجمعۃ کان کحجۃ ولفظ البیھقی غفر لہ و کتب لہ براءۃ۔

کیونکہ ابو نعیم کی روایت ہے کہ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی جمعہ کے دن زیارت کی تو اس کو ایک حج کی مانند (اگر اللہ چاہے تو) ثواب ملے گا اور بیھقی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش اور جہنم سے بری ہونا لکھدیگا۔

وفی روایۃ ابن عدعن ابی بکرؓ من زار قبر والدیہ او احدھما یوم الجمعۃ فقرأ یٰس غفر لہ

ایک دوسری روایت بھی ہے جو ملا علی القاری نے ذکر کی ہے کہ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی جمعہ کے

کذا فی شرح عین العلم للملا علی القاری جلد ۱ صفحہ ۳۹۶ ۔

دن قبر کی زیارت کی اور سورۂ یٰسٓ پڑھ کر اس کا ثواب بخشدیا تو اس کی بخشش کی جائے گی ۔

اور یا مقصد تانیس اور رحمت ہو تو اس کو دوست اور محب کی قبر پر جانا چاہیئے ۔

لخبر انس مایکون المیت فی قبرہ اذا رائی من کان یحبہ فی الدنیا (وفی شرح الشفاء للشہاب الدین الخفاجی جلد ۳ صفحہ ۵۱۱ ان المیت انس ما یکون اذا زارہ من کان یحبہ فی الدار الدنیا وفی الاربعین الطائیہ روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال انس مایکون المیت فی قبرہ اذا زارہ من کان یحبہ فی دار الدنیا ۔ شرح الصدور صفحہ ۸۵) ولا لیس سفر الرجل لاجل الزیارۃ

کیونکہ روایت میں ہے کہ جب میت کی قبر پر اس کا دوست اور محب آجائے تو اس کے دیکھنے سے اس کو زیادہ انوست اور محبت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور کسی کو سفر کی زحمت کسی قبر کی زیارت کی وجہ سے نہیں اٹھانی چاہیئے سوائے زیارت قبر نبی علیہ الصلوۃ والسلام یا عالم اور صالح کے کیونکہ یہ اپنے قبور میں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو جسمانی قوت کی طرح قوت عطا فرمالیتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قوی جس کی وجہ سے جہاں بھی جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں ۔ آسمان، زمین، جنت، دوزخ

59798

Marfat.com

الا قبر النبی او عالم او صالح۔
لانهم احیاء فی قبورهم و
یعطی الله لارواحهم قوة الاجساد
فیذهبون من الارض والسماء
والجنة حیث یشاؤن و
ینصرون اولیاءهم ویدمرون
اعداءهم انشاء الله تعالی و
من اجل ذلک الحیاة لاتاکل
الارض اجسادهم ولا اکفانهم
مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲

ہر جگہ جا سکتے ہیں اور اگر اللہ کی مرضی ہو تو اپنے دوستوں کی امداد بھی کرتے ہیں اور دشمن کو شرمندہ اور ذلیل اور برباد کر دیتے ہیں۔ چونکہ انکی حیات بہت قوی ہے لہذا ان کے کفن اور اجسام محفوظ رہتے ہیں اور زمین نقصان نہیں پہنچاتی۔

عورتوں کا قبروں پر جانا

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن زائرات القبور اخرجه الترمذی وقال انه حسن صحیح وصححه ابن حبان ایضا۔

عورتوں کو قبروں پر جانے سے روکا گیا ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر جو ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والیوں پر لعنت کی ہے کیونکہ یہ ضبط وتحمل پر قدرت نہیں رکھتیں اس لئے قبروں پر جا کر جزع فزع کرنے لگتی ہیں اور اکثر حد اعتدال سے بڑھ کر گستاخی بھی کر لیتی ہیں اور یہ سب ناجائز ہے۔ لہذا ہمارے فقہاء روایات کے اختلاف کی وجہ سے اس میں تفصیل کرتے ہیں۔

Marfat.com

۱ ایک منع مطلقاً للحدیث المذکور ہے۔ ۲ دوم جواز مطلقاً ہے
لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا
الحدیث کما ذکرت،

کیونکہ ابتداء اسلام میں مرد، عورت دونوں کو منع کیا گیا تھا۔ جب منع منسوخ ہوئی تو اجازت مردوں عورتوں سب کو حاصل ہو گئی۔

تفصیل

۳ سوم منع من وجہٍ اور جواز من وجہٍ یعنی ایک لحاظ سے جائز اور دوسرے لحاظ سے منع

اگر مقصود زیارت سے ندبہ و نوحہ اور رونا پیٹنا وغیرہ کرنا ہو تب حرام ہے اور اسی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانیوالیوں پر لعنت کی ہے اور اگر عبرت اور برکت کے لئے ہو تو جائز اور یہ محمل ہے حدیث فزوروھا کی جس میں عام اجازت ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اگر عبرت اور برکت کے لئے ہو اور خوف فتنہ و فساد نہ ہو تو جائز ورنہ نہیں۔ پس بڑھیا عورتوں کو جائز ہے کیونکہ ان میں خوف فتنہ نہیں۔ اور جوانوں کو ناجائز۔ جیسا کہ مساجد و جماعات میں آنا ناجائز ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں

لو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رأی ما احدث النساء بعدہٗ لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔ الحدیث

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دیکھتے اس کو جو عورتوں نے اس کے بعد پیدا کیا ہے اور وہ اس میں مبتلا ہوئی ہیں تو ضرور ان کو منع فرماتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔

Marfat.com

اس زمانہ میں جب خیر القرون کا زمانہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی کم اعتدالی اور کم ضبطی کا اپنی فقاہت اور خدا داد ذکاوت سے اندازہ لگایا کہ اگر یہ حالت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہوتی تو ضرور عورتوں کو مساجد کی حاضری سے منع فرماتے۔ تو آج جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور تعلیم سے اس قدر دوری ہے اور مسلمانوں کی مذہبی اور روحانی زندگی دن بدن تنزل میں جاری ہے تو ایسے نازک اور پرفتن دور میں مستورات کو کس طرح زیارۃ القبور کی اجازت دی جائے۔ ہاں اگر علمائے کرام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں مستورات کو اس حدیث کی بنا پر "جو حج بیت اللہ کو آئے اور میری زیارت نہ کرے تو اس نے مجھ پر ظلم کیا"۔ اجازت دیں تو مناسب ہے

من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی

کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار اقدس کی وہ خصوصیات و برکات ہیں جو اور دوں میں نہیں۔ آپ کے حرم کا وہ حصہ جو جسد اطہر سے ملا ہوا ہے وہ بیت اللہ و عرش معلیٰ سے بھی بہتر ہے۔ اور صرف آپ ہی کی زیارت کی خاطر سفر کرنا وسیلہ شفاعت وکانما زارنی فی حیاتی کے شرف سے مشرف ہونا ہے۔

قال فی شرح اللباب وھل تستحب زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم للنساء الصحیح نعم بلا کراھۃ بشروطھا علی ما صرح بہ بعض العلماء اما علی

علامہ شامی نے نقل فرمایا ہے کہ شرح اللباب میں ہے کہ کیا مستورات کا جانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر مستحب ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جائز اور مستحب بلا کراہت

الاصح مذهبنا وهو قول الکرخی وغیرہ من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعاً فلا اشکال واما علی غیرہ فکذلک نقول بالاستحباب لاطلاق الاصحاب ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۵۳

شفاء السقام صفحہ ۸۴
واما النساء ففی زیارتھن للقبور اربعۃ اوجہ فی مذھبنا۔ اشھرھا انھا مکروھۃ جزم بہ الشیخ ابوحامد والمحاملی وابن الصباغ والجرجانی ونصر المقدسی وابن ابی عصرون وغیرھم۔ قال الرافعی ان الاکثرین لم یذکروا سواہ وقال النووی قطع بہ الجمھور وصرح بانھا کراھۃ تنزیھیۃ۔

ہے جب اپنی شرائط کے ساتھ ہو جو بعض علماء نے بیان کی ہیں اور بنا بر اصح ہمارے مذہب حنفی کے (جو علامہ کرخی وغیرہ نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اجازت زیارۃ القبور میں مرد اور عورت دونوں کو ثابت ہے۔) تو کوئی اشکال نہیں اور اس کے بغیر بھی ہم استحباب کے قائل ہیں بوجہ اطلاق اصحاب کے۔ بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضری ان لوگوں کے اوپر واجب ہے جنکی استطاعت اور توفیق زادراہ ہو اور یہ بعض فقہاء کا مسلک ہے۔
علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی فتاوے حدیثیہ صفحہ ۲۱۶ میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احبا اور دوست بوجہ دنیاوی موت کے بالکل فنا نہیں ہوتے بلکہ زندہ اور باقی رہتے ہیں صرف ایک دار سے

Marfat.com

والثانی انها لاتجو قاله صاحب
المهذب وصاحب البیان -
والثالث لا تستحب ولا تکره
بل تباح قاله الرویانی -
والرابع ان کانت لتجدید الحزن
والبکاء بالتعدید والنوح علی
ماجرت به عادتھن فھو حرام
وعلیه یحمل الخبر - وان
کانت للاعتبار بغیر تعدید ولا
نیاحه کره الا ان تکون عجوزا لا
تشتھی فلا تکره کحضورھن
الجماعة فی المساجد قاله
الشاشی وفرق بین الرجل و
المرأة بان الرجل معه من الضبط
والقوة بحیث لا یبکی ولا یجزع
بخلاف المرأة -
واحتج المانعون بقوله علیه
الصلوٰة والسلام لعن الله
زوّارات القبور رواه الترمذی

دوسرے وار کی طرف انتقال فرما لیتے
ہیں -
فرماتے ہیں کہ طرق سے مسنداً ثابت ہوا
ہے کہ سید الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی رح
ایک مرتبہ بمعہ اپنے محبین کے حضرت
حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر
تشریف لائے اور دعا فرمانے لگے - آپنے
دعا میں کافی وقت لیا - دعا کے اختتام پر
آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت معمول کے
خلاف آپ نے دعا میں کافی وقت صرف
فرما دیا ہے - آپ نے جواب فرمایا کہ بات
یہ ہے کہ ایک مرتبہ جاڑوں کے موسم میں
میں اور حضرت حماد رح بمعہ انکے اصحاب
کے فلاں جامع مسجد نماز جمعہ کے پڑھنے
کے لئے جا رہے تھے راستہ میں ایک
پل پر گذرا - پل پر گذرتے وقت حضرت
حماد رح نے مجھ پر امتحان کرتے ہوئے
ایک دھکہ دیا جس کی وجہ سے
میں نیچے پل سے پانی میں گرا - مگر

Marfat.com

من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ وقال حسن صحیح ورواہ ابن ماجۃ من حدیث حسان بن ثابت واحتج المجوزون باحادیث منھا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا۔

واجاب المانعون بان ھذا الخطاب للذکور ومنھا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم للمرأۃ التی رآھا عند قبر تبکی اتقی اللہ واصبری۔ ولم ینھھا عن الزیارۃ وھو استدلال صحیح۔

ومنھا قول عائشۃ کیف اقول یارسول اللہ قال قولی السلام علی اھل الدیار من المؤمنین۔ و منذ کرہ فی خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم للبقیع وھو استدلال صحیح (وقال فی ھذا الکتاب صفحہ ۱۲۵ فان المیت یعامل معاملۃ الحی

اللہ تعالیٰ نے مجھے پانی اور سردی کی تکلیف سے محفوظ فرمایا۔ ساتھیوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ امتحاناً میں نے ایسا کیا مگر استقلال و استقامت کا پہاڑ تھے اپنی جگہ سے نہیں ہلے۔ اب جب میں انکے وصال کے بعد مزار اقدس پر حاضر ہو کر دیکھا تو حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ بہت اچھی حالت میں ہے جنت کا لباس اور زیور آپ پہنے ہوئے ہیں مگر آپ کا دستِ راست بیکار ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ کا ہاتھ بیکار ہے۔ فرمایا یہ وہ ہاتھ ہے جس سے میں نے آپ کو دھکا دیکر پل سے گرایا تھا تو کیا آپ مجھے معاف فرما سکتے ہیں۔ جناب سید الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہاں اور جناب باری تعالیٰ میں دعا فرمانے لگے آپ

Marfat.com

فالحضور عنده مقصود الاترى ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما
خرج فی لیلۃ عائشۃ الی بقیع فقام
فاطال القیام ثم رفع یدیہ ثلاث
مرات الحدیث المشہور۔ وفیہ
ان عائشۃ رض سألتہ

فقال ان جبریل ؑ اتانی
فقال ان ربک عزوجل یأمرک ان
تأتی اھل البقیع وتستغفر لھم
قالت فقلت کیف اقول لھم یارسول
اللہ قال قولی السلام علی اھل الدیار
من المؤمنین والمسلمین یرحم
اللہ مستقدمین منا والمستأخرین
وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون
رواہ مسلم فانظر کیف خرج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم الی البقیع
بامر اللہ تعالی لیستغفر لاھلہ
ولم یکتف بذلک من الغیبۃ
وھذا اصل فی الاتیان الی القبور

فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال
کرتا تھا اور میرے تعاون اور امداد میں
پانچ ہزار اولیاء جو اس وقت عالم برزخ
اور اپنی قبروں میں تشریف فرما تھے
آمین فرما رہے تھے یہ سلسلہ دعا اور
آمین کا جاری تھا یہاں تک کہ خداوند عالم
نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا دستِ
راست عنایت فرمایا اور میرے ساتھ
پھر مصافحہ فرمانے لگے (حتیٰ رد اللہ
تعالیٰ یدہ وصافحنی بھا) پھر تحریر
فرماتے ہیں کہ جب اس وقت کے
بڑے علماء اور مشائخ عظام کے
سامنے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو سب
متحیر ہو کر جمع ہوئے اور فرمانے لگے
کہ یہ بات قابل تسلیم نہیں جب تک
اس پر صحیح دلیل قائم نہ کی جائے
سب جمع ہو کر دلیل طلب فرمانے لگے
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
فرمانے لگے کہ اچھا تم دو آدمیوں کو پسند

Marfat.com

لزيارة اهلها للاستغفار لهم۔
وقد سألت عائشة النبی صلی الله
علیه وسلم کیف اقول۔ تعنی
اذا فعلت کفعله وعلمها۔
وفی ذلك دلیل علی انه یجوز لها
وللنساء الاتیان الی القبور لهذا
الغرض لان سوالها ذلك كان
بعد رجوعهما الی البیت فلم یكن
المقصود منه كیف اقول الان و
انما معناه كیف اقول مرة اخری
فلو كان لا یجوز لها ذلك لبینه
لها وانما المقصود هنا ان الحضور
عند القبر لسبب زیارة من فیه
والدعاء مطلوب۔ ولیس ذلك
من باب وقد الامكنة والادل
الحدیث علی امتناعه ولا قال به
احد من العلماء۔
وفی فتح الملهم صفحه ۱۱۵ جلد ۲
ناقلا ما قال ابن حزم واما النساء

فرمالو تاکہ ان کی زبانی آپ حضرات کو
میرا یہ کہنا صحیح معلوم ہوجائے۔ چنانچہ
ان مشائخ نے دو بزرگ اور علماء کو جو
اس جگہ سے غائب کہیں رہنے والے
تھے منتخب فرمائے اور فرمانے لگے
کہ آپ کو ہم مہلت دیتے ہیں تاکہ اطمینان
سے پھر انکے سامنے یہ مسئلہ حل ہوجائے
پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں
مہلت کی کوئی ضرورت نہیں ابھی آپ
حضرات کے اٹھنے سے پہلے ان کی
زبانی تصدیق سنیئے چنانچہ بغیر کسی
وقفے کے کیا دیکھتے ہیں کہ ان میں
سے ایک عالم اور بزرگ دوڑتے ہوئے
تشریف لاکر فرمانے لگے (اشھدنی اللہ
الساعۃ الشیخ حماد وقال لی یا یوسف
اسرع الی مدرسۃ الشیخ عبد القادر
وقل للمشائخ الذین فیها صدق الشیخ
عبد القادر فیما اخبر بہ عنی)۔
کہ خداوند عالم اسی وقت مجھ پر حضرت

Marfat.com

فقد ذهب الى كراهة الزيارة لهن
جماعة من اهل العلم و تمسكو
بحديث ابى هريرة رض عند احمد
وابن ماجه والترمذى ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم لعن
زوّارت القبور ۔

وذهب الاكثرون الى الجواز اذا
امنت الفتنة واستدلوا بادلة
منها دخولهن تحت الاذن العام
بالزيارة ۔ ومنها ما رواه مسلم
عن عائشة رض قالت كيف اقول يا
رسول الله اذا زرت القبور قال
قولى السلام على اهل الديار من
المؤمنين ۔ الحديث ۔

ومنها ما اخرجه البخارى رح ان
النبى صلى الله عليه وسلم مرّ
بامرءة تبكى عند قبر فقال اتقى الله
واصبرى قالت اليك عنى الحديث
ولم ينكر عليها الزيارة ۔ ومنها

حماد رح کو ظاہر فرمایا اور مجھے حضرت
حماد رح فرمانے لگے کہ اے یوسف تم جلدی
حضرت عبدالقادر جیلانی رح کے مدرسہ میں
جاکر ان بزرگوں اور علماء سے جو وہاں
تشریف فرما ہیں فرما دیجیے کہ میرے متعلق جو
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح فرما چکے
ہیں وہ بالکل صحیح ہے اس میں وہ دوسرا
عالم بھی تشریف لاکر اسی طرح بیان دیا
جس طرح کہ حضرت یوسف رح نے دیا تھا ۔
اس کے بعد سب مشائخ نہایت نادم ہوئے اور
معافی مانگی اور رخصت ہوئے ۔ غرض یہ ہے
کہ بزرگوں کے مزارات اقدس پر جانا باعث
فیض و برکت ہے ۔ بعض مقامات
میں زیارت کرنے والے کو فائدہ ہوتا
ہے اور بعض مقام میں صاحب قبر
کو فائدہ ہوتا ہے اور بعض مقامات
میں ہر دو کو، زیارت کرنے والوں کو اور
صاحب قبر کو بھی مختلف جہت سے
فیض حاصل ہوتا ہے اور یہ سب

Marfat.com

ما رواہ الحاکم ان فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانت تزور قبر عمہا حمزۃ کل جمعۃ فتصلی وتبکی عندہ وقال القرطبی اللعن المذکور فی الحدیث انما ھو للمکثرات من الزیارۃ لما تقتضیہ الصیغۃ من المبالغۃ ولعل السبب ما یفضی الیہ ذلک من تضییع حق الزوج والتبرج وما ینشأ من الصیاح ونحو ذلک۔ وقد یقال اذا امن جمیع ذلک فلا مانع من الاذن لھن لان تذکر الموت یحتاج الیہ الرجال والنساء۔ انتھی وھذا الکلام ھو الذی ینبغی اعتمادہ فی الجمع بین احادیث الباب المتعارضۃ فی الظاھر۔ وفی رد المحتار بعد نقل الروایات المختلفۃ وقال الخیر الرملی ان کان ذلک لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ما جرت بہ عادتھن فلا تجوز وعلیہ حمل

باذن اللّٰہ تعالیٰ ہے۔
اس قصہ سے بہت سے مسائل حل ہوگئے مثلاً سماعِ موتیٰ، رویۃ موتیٰ، کلام موتیٰ دعاء موتیٰ، آمین موتیٰ داخل قبور جو صاف کرامت اولیاء کی بعد از وصال ہے اور بعض زائرین بعض اولیاء اللّٰہ سے وہ سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں اور ان کی دعا پر اولیاء اللّٰہ جو اپنی قبوروں میں ہیں آمین اور شفارش قبولیت دعا کی اللّٰہ تعالیٰ کی جناب میں فرماتے بھی ہیں جس سے اللّٰہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دعا قبول فرمالیتا ہے یہ فیض اور صاف کرامت قبل الوصال ہے۔ غرض یہ ہے کہ کرامت قبل الوصال اور بعد الوصال دونوں اس قصہ سے بھی ثابت ہوتی ہے اور اس کی تفصیل اپنے اپنے مقام

Marfat.com

حدیث لعن اللہ زائرات القبور وان
کان للاعتبار والترحم من غیر
بکاء والتبرک بزیارۃ قبور الصالحین
فلا بأس اذا کن عجائز ویکرہ اذا
کن شواب کحضور الجماعۃ فی
المسجد - اھ وھو توفیق حسن۔

میں انشاء اللہ آ جائے گی۔

اہل قبور سے خطاب
اور ان کا انس ورد سلام

۱۔ اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب القبور
عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس
عندہ الا استأنس ورد علیہ حتی یقوم
۲۔ واخرج ایضا البیھقی فی الشعب
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال
اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ
رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر
بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ ورد

اہل قبور اپنے عزیز اور مسلمان بھائیوں کے آنے سے قبر پر مانوس بھی ہوتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بھی اپنے عزیز بھائی مسلمان کی قبر پر جا کر سلام کہے اور اس کے پاس بیٹھ جائے تو اس کو سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کی رخصت تک اس سے مانوس بھی ہوتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنی جان پہچان والے کی قبر پر گذرا اور اس کو سلام کیا تو وہ صاحب قبر اس کو سلام کا جواب دیتا ہے اور پہچانتا ہے

Marfat.com

علیہ السلام۔

۲۰ واخرج ابن عبد البر فی الاستذکار والتمہید عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الاعرفہ ورد علیہ السلام۔ صححہ عبد الحق شرح الصدور صفحہ ۸۵

علی ان الصواب ان المیت اھل للخطاب مطلقا لما سبق من الحدیث مامن احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الاعرفہ ورد علیہ السلام۔

اور اگر صاحب قبر پہچان والا نہ ہوا اور اس نے سلام کیا تو صرف سلام کا جواب دیتا ہے۔

حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بھی اپنے مسلمان بھائی جان پہچان والے کی قبر سے گذرے اور سلام کرے تو وہ صاحب قبر اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اہل قبور اپنے زائرین سے جس وقت بھی جائیں مانوس ہوتے ہیں اور ان کا سلام سن کر جواب دیتے ہیں۔ مگر ہم عوام الناس نہیں سنتے ایک دن کا ذکر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپسی پر حضرت مصعب بن عمیرؓ اور اس کے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے

اخرج الحاکم وصححہ والبیہقی عن
ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ وقف
علی مصعب بن عمیر رض حین رجع
من احد فوقف علیہ وعلی اصحابہ
فقال اشھد انکم احیاء عند اللہ
فزوروھم وسلموا علیھم فو
الذی نفسی بیدہ لا یسلم علیھم
احد الا ردوا علیہ الی یوم القیامۃ
فی شرح الصدور فی الباب عن
ابن عمر رض اخرجہ الطبرانی و
فی الاوسط واخرج الحاکم
وصححہ والبیہقی فی الدلائل من
طریق العطاف بن خالد المخزومی
قال حدثنی عبد الاعلی بن عبد اللہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
زار قبور الشھداء باحد فقال
اللھم ان عبدک ونبیک یشھد
ان ھؤلاء شھداء وان من

اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس
بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم خدا کے
نزدیک زندہ ہو۔ پس اے صحابہ انکی زیارت
کرو اور ان پر سلام کہو۔ مجھے اس ذات
کی قسم ہے جسکے دست قدرت میں میرا
نفس ہے۔ قیامت تک جو شخص
انکے قبور کو آئے اور ان کو سلام کہے تو یہ
سلام کا جواب دیتے رہیں گے۔

شہداء اور صلحاء کے قبور کو جب
کوئی جائے اور سلام عرض کرے تو وہ
جواب دیتے ہیں ایک اور روایت
صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ
ایکدن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شہداء احد کے قبور کو تشریف لے
گئے تو فرمانے لگے کہ باری الٰہی بیشک
تیرا بندہ و رسول گواہی دیتا ہے کہ یہ
سب شہید ہیں اور جو قیامت تک انکے
مزارات پر آتے اور ان پر سلام کہے

Marfat.com

زارھم الی یوم القیامۃ ردوا علیہ۔

تو یہ جواب دیتے رہیں گے۔

سماعِ موتے

ان روایات سے جس طرح خطاب انس، رحمت اور جواب سلام ثابت ہوتا ہے اسی طرح معرفت فہم، رویت اور سماع بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل قبور اپنے زائرین کو دیکھتے ہیں پہچانتے ہیں، انکی باتوں کو سمجھتے ہیں اور انکے سلام کو سن کر جواب دیتے ہیں۔ اگرچہ ہماری عقل اس کے افہام و تفہیم سے عاجز ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح نے فتاوی عزیزی صفحہ ۲۲۴ پر اس مسئلہ میں (کہ انسان کا ادراک و شعور بعد موت کے باقی رہتا ہے یا نہیں، یا جس قدر ادراک و شعور زمانہ حیات میں رہتا ہے اس قدر ادراک و شعور بعد موت کے باقی رہتا ہے یا نہیں اور جو شخص زیارت کے لئے جاوے اس کو میت پہچانتا ہے اور اس کا سلام و کلام سنتا ہے یا نہیں) مثبت پہلو اختیار کر کے تحقیق فرمایا ہے کہ انسان کا ادراک و شعور بعد موت کے باقی رہتا ہے اس امر میں شرع شریف اور قواعد فلسفی میں اتفاق ہے اور ادراک و شعور اہل قبور کا بعد موت کے بعض امور میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے فتاوی عزیزی ملاحظہ فرماویں۔

سماع موتی اس روایت سے بھی معلوم ہوتی ہے :۔

اخرجہ الشیخان وغیرھما من طریق قتادۃ عن انس قال قال

حضرت انس رض سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

Marfat.com

النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان العبد
اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ
انہ لیسمع قرع نعالھم الحدیث
واخرج الطبرانی فی الاوسط و
ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ قال
شھدنا جنازۃ مع رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فلما فرغ
من دفنھا وانصرف الناس قال انہ
الان لیسمع خفق نعالکم الحدیث
واخرج ابن ابی شیبۃ والطبرانی
فی الاوسط وابن حبان فی صحیحہ
والحاکم والبیھقی فی حدیث
ابی ھریرۃ رضی اللہ قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و
الذی نفسی بیدہ ان المیت اذا
وضع فی قبرہ انہ لیسمع خفق
نعالھم حین یولون عنہ الحدیث شرح
الصدور وبشری الکئیب لخاتم المحدثین
الحافظ جلال الدین السیوطی صفحہ ۵۲-۵۱

کہ مردہ جب قبر میں رکھدیا جاتا ہے۔
(اور دفن وغیرہ کرکے) سب اعزہ
واپس اس سے روانہ ہوجاتے ہیں تو
یہ صاحب قبر انکی جوتیوں کی آواز سنتا
ہے۔ یہ مضمون بہت احادیث میں
بیان ہوا ہے۔ غرض یہ ہے کہ پہلی
روایات اور ان روایات دونوں کو
ملاکر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اہل قبور کو
سماع ہے اور یہ کسی وقت پر خاص
نہیں سوائے اذن اللہ تعالیٰ کے۔ کہ
اسکی مشیت اور اذن پر ضرور مخصوص
ہے۔ ان شاء کان وان لم یشالم یکن
اور اسی عالم میں بھی یہی حال ہے کہ
بغیر مشیت ایزدی کے کوئی کام بھی نہیں
ہوسکتا، ہر مخلوق اپنی نوعیت میں اپنی
ضرورت کے مطابق اسکی محتاج ہے۔

Marfat.com

وقال ابن القیمؒ الاحادیث والآثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم به المزور وسمع کلامه وانس به ورد سلامه علیه وهذا عام فی حق الشهداء وغیرهم و انه لا توقیت فی ذلک قال و هو اصح من اثر الضحاک الدال علی التوقیت۔

قال وقد شرع صلی الله علیه وسلم لامته ان یسلموا علی اهل القبور سلام من یخاطبون ممن یسمع ویعقل۔

شرح الصدور صفحہ ۹۳-۹۴

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل قبور کے پاس جب بھی کوئی آئے تو یہ اس کو پہچانتا ہے اور اس کے کلام کو سنتا ہے اور اس سے مانوس ہوتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور یہ شہداء وغیرہ سب کے حق میں ہے نہ ان کی اور نہ اس میں کسی وقت کی تخصیص ہے پس جس اثر یا قول صحابی سے کچھ تخصیص معلوم ہوتی ہے تو وہ صحیح نہیں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے جائز رکھ کر حکم دیا ہے کہ تم اہل قبور پر سلام اسی طرح کرو جس طرح تم ذی عقل اور سننے والوں کو کرتے ہو

حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری دیوبندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ سماع موتے کے باب میں احادیث تقریباً تواتر تک پہنچ چکی ہیں تو اس سے انکار بے محل ہے اور یہ مشہور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سماع موتے سے منکر ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ ہمارے ائمہ میں سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ اور ملا علی القاری نے اپنے رسالہ میں صاف لکھدیا ہے

Marfat.com

ایک غلط فہمی

کہ اس مشہور کا کوئی اصل نہیں بلکہ بعض کو باب الایمان میں ایک مسئلہ کی وجہ سے یہ دھوکہ ہوا ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم کھا کر کہا کہ میں زید سے کلام نہیں کروں گا۔ زید مر گیا۔ مرنے کے بعد یہ شخص اس کی قبر پر جا کر اس سے ہم کلام ہوا تو امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ یہ شخص حانث نہیں اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے تو اس سے بعض نے یہ اندازہ لگایا کہ امام صاحب کے نزدیک مردہ سنتا نہیں اس وجہ سے وہ حانث نہیں ہوا حالانکہ یہ وجہ نہیں بلکہ عدم الحنث اس وجہ سے ہے کہ ایمان اور قسم کا دارومدار عرف پر ہے اور اہل عرف ایسے کلام کو کلام نہیں کہتے (بلکہ دیہاتی اور ناخواندہ تو سماع موتے کو جانتے بھی نہیں۔ وہ تو کلام اس کو کہتے ہیں کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا جاوے جو سامنے نظر آتا ہو اور کلام کرتے وقت یہ معلوم ہوتا ہو کہ سن رہا ہے۔ اگر ناموافق بات ہوئی تو اس کی ناراضگی کے علامات بھی نظر آجاتے ہیں اور اگر جواب دیتا ہے تو یہ کلام والا سنتا ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ سب اس کلام میں جو صاحب قبر سے ہوتا ہے مفقود ہے۔ لہذا عرف عام میں چونکہ یہ کلام نہیں تو کلام کرنے والا زید سے حانث بھی نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صاحب قبر سنتا نہیں۔ سنتا تو ہے مگر جواب ایسا نہیں دے سکتا جو ہر شخص ہر وقت سن سکے یا مردہ کو دیکھ سکے۔

حضرت شاہ صاحب رح فرماتے ہیں کہ بات بالکل محقق اور ثابت شدہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رح سماع موتی سے انکار نہیں کرتے۔ اگر کوئی طالب علم حضرت علامہ محدث سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے اور اس مسئلہ میں

Marfat.com

انکی تحقیق اور منکرین سماع کے ادلہ سے جواب ملاحظہ فرمانا چاہئے تو کم ازکم فیض الباری صفحہ ۴۶ جلد ۲ صفحہ ۴۷، ۴۶۷، ۴۶۸ پر ملاحظہ فرماویں۔ اس کے علاوہ سماع موتی کے متعلق تحقیق موافق ما نحن فیہ بلوغ الامانی تشرح مسند الامام احمد صفحہ ۱۷۶ - ۱۷۷ فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۲۴۲ قسطلانی جلد ۶ صفحہ ۲۰۸ عمدہ الرعایہ صفحہ ۲۲۴ جلد ۲ روح المعانی کی اپنی تحقیق بعد از نقل اقوال مع بعض رد کے صفحہ ۵۰ جلد ۲ اور تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۱۵۲ اور مکمل تحقیق معہ جوابات منکرین سماع اور توسل وغیرہ کے مشکوۃ کی شرح اشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قابل ملاحظہ ہے جلد ۳ صفحہ ۴۲۰ سے ۴۲۳ تک۔ اس کے علاوہ بھی متفرق مقامات اور کتابوں میں ذکر ہے مگر منصف غیر متعصب کے اطمینان کے لئے یہ حوالہ جات شافی کافی ہیں۔ رہا منکر و متعصب اس کے لئے ہزاروں کی تعداد پر مستند کتابیں اور روایات صحیحہ بھی کافی نہیں۔ یھدی بہ من یشاء الی صراط مستقیم۔

اور میں نے پشتو زبان میں قرآن عزیز کی جو تفسیر موسوم بہ تفسیر بخاری لکھی ہے اسکی جلد اول صفحہ ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۹۴، ۹۵ کے حاشیے پر سماع موتے اور منکرین سماع کے اعتراضات کا مکمل اجوبہ دئے ہیں جو بزبان عربی ہیں۔ ہر طالب علم اس سے باآسانی فائدہ حاصل کر سکتا ہے وللہ الحمد۔

قبر میں انبیاء اور اولیاء اللہ کی نماز اور تلاوت قرآن شریف

اخرج ابو یعلی والبیھقی وابن منده عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون و اخرج مسلم عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ مر بموسے صلوت اللہ علیہ وھو قائم یصلے فی قبرہ وقال ابن منده رواہ حجاج بن منھال ویونس بن محمد و ابو نصر التمار وحبان وغیرھم عن حماد عن سلیمان التیمی و ثابت عن انس۔

ورواہ سفیان ویحیے بن سعید وعمر بن حبیب وجریر بن

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے قبور میں زندہ ہیں اور نماز (تلذذاً) پڑھتے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب معراج تشریف لے جا رہے تھے تو موسے علیہ السلام کی قبر مبارک پر جب گزر ہوئی تو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے ہیں اور قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ روایت بہت سے بزرگوں اور محدثین نے نقل کی ہے میں نے عربی حصہ میں صرف طلبہ کی خاطر سب راویوں کا بمعہ حوالہ کے ذکر کیا تاکہ تسلی ہو جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حجاج بن منہال، یونس بن محمد، ابو نصر التمار، حبان وغیرہ نے یہ روایت حماد عن سلیمان و ثابت عن انس رض کے طریق سے

عبد الحمید و معتمر بن سلیمان و یزید بن ھارون و عیسے و غیرھم عن سلیمان التیمی، و رواہ ابو ھریرۃ و عبد اللہ بن جراد و غیرھما عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس رضؓ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مر لقبر موسے صلوت اللہ علیہ وھو قائم یصلی فیہ وقال ابن سعد فی الطبقات و ابن شیبۃ فی المصنف والامام احمد فی الزھد معا اخبرنا عفان بن مسلم قال حدثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت البنانی قال اللھم ان کنت اعطیت احدا الصلوۃ فی قبرہ فاعطنی الصلوۃ فی قبری۔

روایت کی ہے۔

اسی طرح سفیان، یحیٰ بن سعید، عمر بن حبیب، جریر بن عبد الحمید معتمر بن سلیمان، یزید بن ہارون، عیلٰے وغیرہ نے بھی سلیمان تیمی سے نقل کی ہے۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس رضؓ، حضرت ابوہریرۃ، حضرت عبد اللہ بن جراد وغیرہم نے نقل فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضؓ نے بھی روایت نقل کی ہے۔ حضرت حماد بن سلمہ ثابت البنانی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اللہ میاں کے جناب میں دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر کسی پر آپ نے یہ عنایت کی ہو کہ وہ قبر میں نماز پڑھے (تو حضرت ثابت البنانی فرماتے ہیں) تو مجھ پر بھی یہ عنایت اور مہربانی فرما کہ مرنے

Marfat.com

واخرج ابونعیم عن یوسف
عن عطیۃ قال سمعت ثابتا یقول
لحمید الطویل ھل بلغک ان
احدا یصلی فی قبرہ الا الانبیاء
قال لا قال ثابت اللھم ان اذنت
لاحد ان یصلی فی قبرہ فاذن
لثابت ان یصلی فی قبرہ۔
واخرج ایضا عن جبیر قال انا
واللہ الذی لا الہ الا ھو لحدت
ثابت البنانی لحدہ ومعی حمید
الطویل فلما سوینا علیہ اللبن
سقطت لبنۃ فاذا انا بہ یصلی
فی قبرہ وکان یقول فی دعائہ
اللھم ان کنت اعطیت احدا
من خلقک الصلوۃ فی قبرہ
فاعطنیھا ، فما کان اللہ لیرد
دعائہ (کما ورد لو اقسم علی
اللہ لابرہ)۔
واخرج الترمذی وحسنہ و

کے بعد میں بھی قبر میں نماز پڑھوں۔
اور دوسری روایت میں ہے کہ حمید
الطویل کو حضرت ثابت فرماتے تھے
کہ تمہیں معلوم ہے کہ سوائے انبیاء کے
کسی نے قبر میں نماز پڑھی ہے؟
تو اس نے فرمایا کہ نہیں۔ حضرت
ثابت فرمانے لگے کہ یا اللہ اگر تو نے
کسی کو اجازت دی ہو قبر میں نماز پڑھنے
کی تو ثابت البنانی کو قبر میں نماز
پڑھنے کی توفیق و اجازت مرحمت فرما۔
حضرت جبیرؒ فرماتے ہیں کہ مجھے
اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم ہے جس
کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں
کہ جب میں اور حمید الطویل دونوں مل کر
حضرت ثابت البنانی کو قبر میں اتارنے
لگے اور لحد کے اوپر اینٹوں کو برابر
کر کے لحد کو بند کر دیا تو یکدم ایک اینٹ
گر گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ثابت
بنانی رحمۃ اللہ علیہ قبر میں نماز پڑھ رہے

Marfat.com

الحاکم والبیھقی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ضرب بعض اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم خباءہ علے قبر وھو لایحسب انہ قبر واذا فیہ انسان یقرأ سورۃ الملک حتی ختمہا فأتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھی المنجیۃ ھی المانعۃ تنجیہ من عذاب القبر۔

قال ابو القاسم السعدی فی کتاب الروح ھذا تصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بان المیت یقرأ فی قبرہ فان عبد اللہ اخبر بذلک وصدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الامام کمال الدین بن الزملکانی فی کتاب العمل المقبول فی زیارۃ الرسول ھذا الحدیث واضح

ہیں اور آپ زندگی میں اپنی دعائیں یہ پڑھتے تھے۔

(اللھم ان کنت اعطیت احدا من خلقک الصلوٰۃ فی قبرہ فاعطنیہا) کہ اے اللہ! اگر تو نے دی ہے اپنے بندوں میں سے کسی کو یہ توفیق کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی نماز پڑھنے کی توفیق عنایت فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو رد نہیں کیا بلکہ قبول فرما کر نماز پڑھنے کا شرف عالم برزخ میں بھی عطا فرمایا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بعض بزرگوں کو قرآن شریف پڑھنے کی توفیق بھی قبر میں عنایت فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض اصحاب نے ایک قبر پر خیمہ بوجہ لاعلمی نصب کیا۔ یعنی اس کو معلوم نہ تھا کہ یہاں کسی بزرگ یا صحابی کی

Marfat.com

الدلالة على ان الميت كان يقرأ
في قبره سورة الملك وقد وقع
في هذه الرواية ذكر اكرم الله
بعض اوليائه بذلك واكرم
بعضهم بالصلوت وكان يدعو
الله في حياته بذلك، فاذا
كان من كرامة الله لاوليائه
تمكينهم من الطاعة والعبادة
في القبر فالانبياء بطريق الاولى
قال الحافظ زين الدين بن
رجب في كتاب اهل القبور۔
قد يكرم الله بعض اهل البرزخ
باعمال صالحة في البرزخ و
ان لم يحصل له بذلك ثواب
لانقطاع عمله بالموت لكنه
انما يبقى عمله عليه ليتنعم
بذكر الله وطاعته كما تنعم
بذلك الملئكة واهل الجنة
في الجنة وان لم يكن على ذلك

قبر ہے۔ ایک وقت کیا دیکھتے ہیں
کہ قبر سے آواز آرہی ہے سورۃ ملک
پڑھنے کی یہاں تک کہ اس نے
سورت کو ختم کردیا۔ حضرت ابن عباسؓ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہو کر یہ سب قصہ سنایا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ سورت منجیہ اور مانعہ ہے
اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے
بچاتی ہے۔ حضرت ابو القاسم سعدیؒ
فرماتے ہیں کہ یہ بالکل صاف طور سے
معلوم ہوا کہ اہل قبور عالم برزخ میں
قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں
کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے
قصہ سنایا اور حضرت نے اس کی
تصدیق فرمائی اور انکار نہیں فرمایا۔
(آج اگر اس طرح قصہ پیش آئے تو
تو بعض کم فہم یا مغربی تہذیب زدہ
یا بزرگوں کے فیض سے محروم ضرور

Marfat.com

ثواب لان لنفس الذکر والطاعۃ اعظم نعیما عند اھلھا من جمیع نعم اھل الدنیا ولذا تھا فما تنعم المتنعمون بمثل ذکر اللہ وطاعتہ شرح الصدور صفحہ ۷۸-۷۹-

وفی باب القراءۃ والتزاور و التعلم الشھداء والصلحاء روایات واثار اخرجھا الحسن بن البراء فی کتاب الروضۃ و ابن رجب والخلال فی کتاب السنۃ وابن مندہ وابو احمد والحاکم والنسائی والبیھقی فی شعب الایمان وابن ابی الدنیا والحارث بن ابی اسامۃ فی مسندہ والعقیلی والوائلی وابن ابی شیبۃ وابن عدی والخطیب فی التاریخ والترمذی وابن ماجۃ ومحمد بن یحیی الھذیلی فی صحیحہ وابن

یہ کہدیں گے کہ تم پاگل ہو گئے ہو تم پر وہم سوار ہے یا نعوذ باللہ کوئی شیطان تھا جو تم کو گمراہ کرتا تھا اور تمہاری توجہ اہل قبور کی طرف پیدا کرتا تھا یا اور کوئی جن یا روح خبیث تھی جو تمہارے ایمان کو لوٹنے کے واسطے آئے تھے جیسا کہ بزرگوں کی کرامت اور ایسے خرق عادات کے متعلق تمسخر اڑانے والے عوام میں کیا خواص میں بھی (ابتلاءً) موجود ہیں اللہ تعالیٰ انکو ہدایت نصیب فرمائے علامہ امام کمال الدین رح کتاب العمل المقبول فی زیارۃ الرسول میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صاف دلالت کر رہی ہے اس بات پر کہ میت ہی قبر میں سورۂ ملک پڑھتا تھا اور اس روایت میں ایک ایسے امر کا ذکر ہوا جو اللہ تعالیٰ نے بعض اولیاء پر اس کا احسان فرمایا تھا۔ اسی طرح بعض پر اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

الجوزی فی کتاب عیون الحکایات بسندہ والحافظ الذہبی فی تاریخہ وابن عساکر وغیرہم رحمہم اللہ تعالی۔ فافہم وقال الشیخ الانور الکشمیری ثم الدیوبندی قدس سرہ ان المحقق عندی ان لا تعطل فی القبور بل فیہا قرأۃ القرآن والصلوۃ والاذان وغیرھا من العبادات، والیراجع لھا شرح الصدور للسیوطی رحمہ اللہ تعالی والافعال الاخر ایضا ثابتۃ عند اھل الکشف وھم ادری بہ فلا ننکرہ مالم یرد الشرع بانکارہ صراحۃ والوجہ عندی ان الاحوال فی القبور مختلفۃ حسب اختلافھم فی الدنیا کما ان عمل واحد لا یوازی

یہ احسان واکرام فرمایا ہے کہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور تھے وہ اسی کی دعا مانگنے والے اپنی حیات میں (جس طرح کہ ثابت بنانی رح کا واقعہ آپ نے سن لیا) جب اللہ تعالی نے اپنے اولیاء کو عالم برزخ میں اپنی طاعت وعبادت سے متمکن فرمایا تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بطریق اولی اس نعمت واکرام سے متمکن اور سرفراز ہونگے۔

ایک سوال

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز یا تلاوت قرآن وغیرہ تو عبادات ہیں اور عبادات کے لئے دار العمل نہ الجزا جس کی وجہ سے عامل مستحق اجر وثواب ہوتا ہے دنیا ہے عالم برزخ تو دار العمل نہیں نہ وہاں عمل کار آمد ہے تو بیکار ایک مصیبت

Marfat.com

عمل اخر فی الحیاۃ فلیس علیہ
اختلاف الاحوال بعد الوفات
نعم من ترک الاعمال فی الدنیا
یترکہا فی القبور ایضا فانہ
قد ترکہا اذا کان احق بہا
فلا حق لہ بعد ما لحق بالاموات
وصار ترابا ، واما من احیا
لیلہ وصام نہارہ فلہ ان یقر
عینہ بعبادۃ ربہ فی القبور
ایضا وذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ
من یشاء -
فواحد ینام کنومۃ العروس
حتی اذا نفخ فی الصور یمسح عن
عینیہ ویقول من بعثنا من
مرقدنا ھذا ، والاخر یعرض
علیہ النار غدوا وعشیا ،
العیاذ باللّٰہ -
فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۴۶
وقال شیخ محمد انور شاہ الکشمیری

اور غم میں اپنے آپ کو مبتلا کرنے
سے کیا فائدہ ؟
تو اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے
علامہ حافظ زین الدینؒ فرماتے ہیں
کہ اللّٰہ تعالیٰ جو بعض اولیاء پر عالم
برزخ میں طاعت و عبادت کرنے کا
احسان فرما لیتا ہے اور وہ عبادت
کرتے ہیں اگرچہ ان کو اس عبادت
کا ثواب نہیں ملتا کیونکہ بوجہ موت
جزائے عمل کا سلسلہ منقطع ہوا۔ مگر یہ
عمل جزا اور ثواب کی غرض سے
نہیں بلکہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس کا اکرام
محض اس لئے ان پر فرمایا کہ یہ اس
عالم میں اس سے لذت حاصل کریں
کیونکہ اللّٰہ والوں کو عبادت کرنے میں
ایک عجیب قسم کا مزہ اور لذت ملتی
ہے جو اور کسی چیز میں میسر نہیں آتی
جس طرح کہ ملئکہ اور اہل جنت کو جنت
میں تسبیح و تقدیس اور عبادت سے

Marfat.com

همه الله تعالی فی موضع آخر
ن قلت ان الاموات اذا
ت لهم السماع فهل لهم
لانتفاع به ایضا او مجرد سماع
لصوت فقط۔
قلت من مات علی الخیر فانه ینتفع
ه ایضا و اما من مات علی الشر
والعیاذ بالله) فان له ان
ینتفع اذا لم ینتفع به فی الدنیا
و لیس له الا سماع الصوت۔
فیض الباری صفحہ ۶۷م - ۶۲۸
و ذکر هذه العبارة کان فی بیان
سماع الموتی انسب لانه لا
یخلو من فائدة۔

لذت ملتی ہے اور یہ عبادت اہل اللہ کے نزدیک تمام دنیوی نعمتوں سے بہت بڑی نعمت ہے اس سے مقصود ان کا ثواب نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں بھی بغرض ثواب نہیں بلکہ محض رضاء الٰہی و تعمیل حکم خداوندی کی خاطر عبادت میں مشغول رہتے ہیں جو مقام مقربین کا ہے کہ تیر کھا کر اور سخت مقام خوف و خطر میں بھی اپنی عبادت میں مصروف اور بے خطر رہتے ہیں۔

شاہ انور شاہ کا ارشاد

حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے محدث اور اپنے زمانہ میں علوم دینیہ میں یکتا تھے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اہل قبور مرنے کے بعد کسی کام کے نہیں رہے نہ کچھ کر سکتے ہیں اور نہ کہہ سکتے ہیں

Marfat.com

بلکہ مر کر دفن ہوئے اور خاک میں مل کر مٹی ہو گئے تو یہ حکم مطلقاً صحیح نہیں بلکہ) میرے نزدیک تو یہ بات بالکل ثابت شدہ ہے کہ تعطل قبور میں نہیں بلکہ عالم برزخ میں نماز، تلاوت قرآن، آذان وغیرہ من العبادات سب کچھ ہے اگر کسی کو مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو وہ شرح الصدور جو جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اہل کشف حضرات نے تو بہت کچھ لکھا اور وہ اس کے قائل ہیں اور اس کو خوب جانتے ہیں کیونکہ (صاحب البیت ادری بما فی البیت ۔ گھر والے اوروں سے اپنے گھر کے حالات اور اساس البیت سے خوب واقف ہوتے ہیں) تو جب تک شریعت میں اس کا صاف انکار نہ ہو تو ہمیں اس سے انکار کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اہل قبور کے متعلق میری ایک رائے ہے وہ یہ کہ انکے احوال میں جو اختلاف ہے (کہ بعض اہل قبور نماز، تلاوت قرآن وغیرہ کرتے ہیں اور بعض اس سے محروم ہیں) یہ مبنی ہے دنیا کے حالات پر چونکہ دنیا میں بھی ایک کا عمل دوسرے کے برابر نہیں ہوتا تھا اور بعد الوفات بھی ایسا ہی ہے۔ پس جس نے دنیا میں اعمال صالحہ نہیں کیئے وہ قبر میں بھی نہیں کریں گے۔ دنیا میں جب عبادت کرنے کا حق اس کو تھا اور اس پر لازم کیا گیا تھا اور ادا کرنے کا یہ اہل تھا اس نے ادا نہیں کیا اور فضولیات میں اپنا عزیز وقت گذار لیا تو اب جب دار العمل سے بوجہ موت عالم برزخ آیا تو کوئی حق نہیں اس مردہ دل اور مردہ جسم کا اس کو عبادت اور تلاوت سے نوازا جائے یا اس کو اس سے کچھ لذت محسوس ہو اب تو واقعی یہ مردہ ہے

اور اس کا بدن خاک میں ملکر خاک ہو جائے گا۔
ہاں جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کی عبادت میں وقت گذارا ہے دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ہر وقت اللہ میاں کی طرف ان کا دھیان رہتا تھا۔ ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین پر پورے عامل تھے تو ان کے لئے (کرامتہ واحسانا وفضلا) یہ ہے کہ عبادت خداوندی سے اب بھی انکی آنکھیں ٹھنڈی کی جائیں اور قیامت تک اس سے لذت اور لطف اٹھائیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔
یہی وجہ ہے کہ قبر میں ایک تو اس قدر بے غمی سے وقت کاٹتا ہے جس طرح دلہن ابتدائی ایام اپنی بے غمی سے خواب اور آرام میں گذارتی ہے۔ قیامت کے دن جب اٹھے گا تو آنکھیں ملتا ہوا کہے گا کہ کس نے مجھے اس میٹھی نیند سے جگا دیا۔ میں تو ابھی سویا تھا۔ اور دوسرا اس قدر مصیبت اور عذاب میں مبتلا رہتا ہے کہ صبح وشام نار جہنم اس کو پیش کی جاتی ہے اور بچھو سانپ جو اس کے اعمال دنیوی ہیں اس شکل میں آکر اس کو ڈستے رہیں گے اور جہنم کی بدبو وگرم ہوا اس کو ملتی رہے گی العیاذ باللہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ چونکہ سماع موتٰے کے بھی قائل تھے اور یہی مذہب اہل سنت کا ہے تو آپ نے اچھی تحقیق سے سماع ہوتے ثابت کرکے مخالفین کے اعتراضات کو رد کیا قرآن اور حدیث کا صحیح مطلب بیان کرکے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب سماع موتی ثابت ہوئی تو کیا ان کو اس سماع سے کچھ فائدہ بھی ہے یا صرف سماع ہی سماع ہے کہ آواز سننے کے علاوہ اور

کوئی فائدہ نہیں۔ تو جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ بھائی جو بالخیر اور ایمان کامل سے رخصت ہو گئے وہ ہر لحاظ سے خیر و برکت میں ہیں اور منتفع بھی ہوتے ہیں اور جو بدبخت بداعمالی کی وجہ سے بے ایمان رخصت ہوا تو اس نے دنیا میں قرآن اور وعظ سننے سے فائدہ نہیں اٹھایا تو اب قبر میں کیا فائدہ لے سکے گا۔ سوائے سماع صوت کے اور کوئی فائدہ نہیں بلکہ باعث مزید حسرت اور عذاب ہے۔

حیات جسمانی انبیاء و شہداء و اولیاء اللہ

اخرج الحاکم وابوداود عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علے الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

واخرج ابن ماجہ عن ابی الدرداء نحوہ۔

واخرج الطبرانی عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المؤذن المستحب

مضمون سابق سے انبیاء اور شہداء اور صلحاء کا قبر میں زندہ ہونا بھی ثابت ہوا کیونکہ نماز، تلاوت وغیرہ بغیر جسد کے نہیں ہوتی۔ یہ اجسام کے صفات میں سے ہیں جو عنقریب علامہ سبکیؒ کے بیان اور دارالعلوم دیوبند کے فتوے میں آجائے گا مگر پھر بھی زیادتِ اطمینان کے لئے حیات اجساد انبیاء اور شہداء و اولیاء کے متعلق بعض روایات صحیحہ اور اکابر ملت کے بعض ارشادات پیش کرتا ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الشهيد المتشحط فی دمه
اذا مات لم يدود فی قبره ـ
واخرج ابن مندة عن جابر
بن عبد الله قال قال رسول الله
صلی الله عليه وسلم اذا مات
حامل القرآن اوحی الله الی
الارض ان لا تاكل لحمه فيقول
الارض ای رب كيف اكل لحمه
وكلامك فی جوفه قال ابن
منده وفی الباب عن ابی
هريرة رض وابن مسعود ـ
واخرج المروزی عن قتادة
قال بلغنی ان الارض لا تسلط
علی جسد الذی لم يعمل خطيئة
واخرج ابو يعلی والبيهقی وابن
مندة عن انس رض ان النبی
صلی الله عليه وسلم قال
الانبياء احياء فی قبورهم
وقال الخفاجی فی شرح الشفاء

نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ اجساد
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نقصان
پہنچائے اسی طرح جو اذان محض
رضائے الٰہی اور حصول ثواب کی غرض
سے دیتا ہے اس کے متعلق بھی
حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اذان دینے والا
فی سبیل اللہ بغیر کسی غرض دنیوی کے
اس شہید کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ
کے راستہ میں خون آلود پڑا ہوا ہو۔
جب مر جائے تو قبر میں اس کی لاش
گلنے سڑنے اور کیڑے پڑنے سے
بالکل محفوظ رہے گی۔
حافظ قرآن کا بھی یہی حال ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ حافظ قرآن کا جب
انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین

Marfat.com

جلد ۱ صفحہ ۳۹۰ قد حرم
اللہ جسدہ علی الارض واحیاہ
فی قبرہ کسائر الانبیاء علیہم
الصلوۃ والسلام وقال بعض
السلف بکفر من قال بتغیر
بدنہ علیہ الصلوۃ والسلام
قال الزرقانی علی المواھب جلد ۵
صفحہ ۳۳۲ وکذلک الانبیاء
احیاء فی قبورھم وھم یصلون
(وفیہ) وروی احمد ومسلم
والنسائی ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال مررت علی موسے
لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر
وھو قائم یصلی فی قبرہ ۱۲ منہ
واخرج مالک عن عبد الرحمن
بن صعصعۃ انہ بلغہ ان
عمرو بن جموح وعبد اللہ
ابن عمرو الانصاریین کانا قد
حفر السیل قبرھما وکان

کو القا فرما لیتا ہے کہ اس کے گوشت
کو مت کھانا۔ زمین اپنی زبان سے
اس وقت عرض کرتی ہے کہ یا رب
میں کس طرح اس کا گوشت کھا سکتی
ہوں جب اس کے پیٹ میں آپ کا
کلام موجود ہے۔

ابو ہریرہ رض۔ ابن مسعود رض اور حضرت
جابر رض نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے
اور اسی حکم میں نیک عمل کرنے
اور گناہوں سے بچنے والے بھی داخل
ہیں اور جس کے دل میں جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت
ہو اور درود شریف کا ورد بکثرت ہو
تو تجربہ اور مشاہدہ اس بات پر شاہد
عادل ہے کہ ایسا شخص بھی قبر میں
محفوظ رہتا ہے۔ علامہ شعرانی رح کی
تحقیق اور مشاہدہ الیواقیت والجواہر
جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ پر ملاحظہ فرماویں۔

Marfat.com

بر هما مما يلي السيل وكانا في
بر واحد وهما ممن استشهد
يوم احد فحفر ليغيروا من مكانهما
فوجد الم يتغيروا كانهما ماتا
بالامس وكان احدهما قد
جرح فوضع يده على جرحه فدفن
وهو كذلك فاميطت يده عن
جرحه ثم ارسلت فرجعت كما
كانت وكان بين احد وبين يوم
حفر عنهما ست واربعون سنة
واخرج البيهقي في الدلائل من
وجه آخر وزاد بعد قوله فاميطت
يده عن جرحه فانبعث الدم
فردت الى مكانها فرد الدم۔
شرح الصدور صفحہ ۱۳۲

شہداء کے اجسام کا مشاہدہ

جلال الدین السیوطی جو بڑے عالم اور محدث ہو گزرے ہیں امام مالک کی روایت کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ احد کے تقریباً ۴۶ سال بعد عمرو بن جموح و عبداللہ بن عمرو (جو انصاری تھے) کی قبر کو سیلاب نے نقصان پہنچایا اور انکی قبر سیلابی ندی کے نزدیک تھی اور یہ دونوں ایک ہی قبر میں تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے تھے تو یہ تجویز ہوئی کہ ان کو قبر سے نکالا جائے تاکہ سیلاب کی زد سے محفوظ رہ جائیں چنانچہ ان کی قبور کھود کر ان کو باہر نکالا گیا۔ کوئی تغیر ان کے اجسام میں نہیں دیکھا گیا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کل ان کا انتقال ہوا

ہے۔ اسی طرح تر و تازہ نظر آ رہے تھے۔ چونکہ آپ مجروح بھی تھے اس لیں ایک نے اپنا ہاتھ زخم کے اوپر رکھا تھا اور اسی حالت یں دفن ہوئے تھے جب کسی نے انکے ہاتھ کو زخم سے ہٹایا تو فوراً خون جاری ہوا پھر اس نے اس ہاتھ کو اپنی جگہ زخم پر رکھا تو خون بند ہو گیا۔

اسی طرح حضرت معاویہؓ کے وقت یں بھی ہوا کہ احد یں پانی کا راستہ نکال رہے تھے تو صحابہ جو وہاں مدفون تھے نکالنے کے وقت تر و تازہ پائے گئے۔ روایت یں ہے کہ غلطی سے بعض صحابہ کو شہداء احد سے پھاوڑے کی چوٹ لگ گئی جس سے خون جاری ہوا۔

وقال تقی الدین سبکی رح عود الروح الی الجسد فی القبر ثابت فی الصحیح لسائر الموتی فضلا عن الشہداء وانما النظر فی استمرارها فی البدن وفی ان البدن یصیر حیا بها کحالته فی الدنیا مما یجوزه العقل فان صح به سمع اتبع۔ وقد ذکره جماعة من العلماء ولشهد له صلوة موسی علیه الصلوة والسلام فی قبره کما ثبت فی الحدیث الصحیح فان

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ انبیاء اور شہداء کے اجسام کے متعلق اور انکے سماع اور علم و ادراک کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ بالکل روایت صحیح سے ثابت ہے کہ قبر یں روح اپنے جسد یں آتا ہے اور یہ مسلم تک خاص نہیں بلکہ مرنے کے بعد کا فر ہو یا مسلم عالم برزخ یں اس کے بدن کی طرف روح کا عود ہوتا ہے۔ مگر قابل غور یہ عمل ہے کہ یہ روح عود کے بعد مستمر بھی رہتا ہے اور بدن اس

Marfat.com

الصلوٰة تستدعی جسدا حیا، و
کذلک الصفات المذکورة فی
الانبیاء لیلة الاسراء کلها
صفات الاجسام، ولا یلزم
من کونها حیاة حقیقة ان
تکون الابدان معها کما کان
فی الدنیا مع الاحتیاج فی الطعام
والشراب وغیر ذلک من
صفات الاجسام التی نشاهدها
بل یکون لها حکم اخر،
واما الادراکات کالعلم
والسماع فلا شک ان
ذلک ثابت لهم ولسائر
الموتی۔ کذا فی شرح
الصدور۔

والمواهب اللدنیة للقسطلانی
وشرحہ للزرقانی جلد ۵
صفحہ ۳۳۴۔

؞ ؞ ؞

سے اسی طرح زندہ ہو جاتا ہے جیسا
کہ دنیا میں زندہ تھا۔

عقل تو اس کو جائز سمجھتی ہے اور اس
میں کوئی استبعاد نہیں کہ عالم برزخ میں
روح آنے کے بعد یہ بدن اسی طرح
صحیح سالم اور زندہ ہو جائے جیسا کہ
پہلے تھا مگر شرعی نکتہ نگاہ سے ہم
دیکھیں گے کہ شارع ؑ نے اس کے
متعلق ارشاد فرمایا ہے یا نہیں۔ اگر
ہمیں صحیح طور سے معلوم ہو جائے کہ
شارع نے حیات جسمانی کے متعلق ارشاد
فرمایا ہے تو آمنا وصدقنا۔ جب ہم
نے دیکھا اور تتبع و تلاش کیا تو معلوم
ہوا کہ ایک جم غفیر علماء محققین کا حیات
کے قائل ہیں اور اس کے لئے سند
حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی نماز ہے قبر میں (اور باقی روایات و
مشاہدات بھی ہیں) کیونکہ نماز جسمانی
حیات کی مقتضی ہے۔ اسی طرح

Marfat.com

انبیاء کا خیر مقدم اپنے اپنے مقام میں اور باقی واقعات جو شب معراج میں انکے درمیان پیش آئے تھے۔ سب اجسام کے صفات میں سے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات اپنی قبور میں روایاتِ متواترہ سے ثابت ہے یعنی ہر زمانہ میں اس کو اتنے راوی بیان کرتے رہے ہیں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال ہے۔ اور ایسی روایات بخاری، مسلم، ترمذی، دارمی وغیرہ کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ یہ روایت حضرت انس رضؓ سے بھی ہے اور یہ صحیح ہے۔

حضرت علامہ شاہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۱۱۷ میں اس کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

ابو درداء سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ پڑھا کریں اس لئے کہ یہ دن مشہود ہے۔ یعنی اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو کوئی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کی فراغت سے پہلے میرے یہاں وہ صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے (رواہ ابن ماجہ)۔

علامہ ابن تیمیہ نے بھی المنتقیٰ جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ میں یہ روایت نقل کی ہے۔

Marfat.com

وفاء الوفاء صفحہ ۱۳۵۲ میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا علم میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ اس دنیا میں تھا۔

—— ان علمی بعد موتی کعلمی فی حیاتی ——

ان روایات کی روشنی میں علمائے دین نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام اپنی قبروں میں اس طرح زندہ ہیں جس طرح دنیا میں زندہ تھے۔

مظاہر الحق جو مشکوۃ شریف کی مشہور شرح ہے میں ہے کہ زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں ۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے ۔ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی، جسمانی دنیا کی سی ہے۔ نہ کہ حیات معنوی، روحانی ۔ جیسا کہ شہداء کو ہے ۔ اور سوائے ان کے اور اموات بھی سنتے ہیں سلام کلام اور عرض ہوتے ہیں اعمال اقربا ان کے بعض ایام ہیں ۔ جلد اول صفحہ ۴۷۳ ۔

لمعات شرح مشکوۃ میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ نے فرمایا ہے ،۔ کہ حیات انبیاء علیہم السلام متفق علیہ است ۔ ایچ کس را در او خلافے نیست حیات جسمانی ، دنیوی، حقیقی ، نہ حیات معنوی روحانی ۔

قال ابن حجر وما افاده من ثبوت حياة الانبياء عليهم السلام حياة بها يتعبدون و يصلون فی قبورهم مع

علامہ ملا علی القاری ؒ نے مرقاۃ صفحہ ۲۰۹ میں ارشاد فرمایا ہے کہ علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات پر سب سے

Marfat.com

استغنائهم عن الطعام والشراب كالملئكة امرلا مرية فيه و قد صنف البيهقی جزءًا فی ذلك رواه ابوداؤد والنسائی و ابن ماجة والدارمی وقال میرك ورواه ابن حبان فی الصحیح والحاکم فی صحیحه وصححه و زاد ابن حجر بقوله وقال صحیح علی شرط البخاری ورواه ابن خزیمه فی صحیحه۔

بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنی قبروں میں عبادت کرتے ہیں اور نماز پڑھتے اس کے باوجود وہ کھانے پینے سے اس طرح بے نیاز ہیں جس طرح فرشتے کھانے پینے سے بے نیاز ہیں۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

⁘ ⁘ ⁘

تیسیر القاری شرح بخاری جلد ثالث صفحہ ۲۶۲ میں ہے :۔

پوشیدہ نہ ماند کہ دیدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء را بہ تکلم آنہا چنانکہ در حدیث مذکور بوضوح پیوستہ ناظر درآنست کہ آنہارا باشخاص واجساد دیدہ وقول مختار ومقرر جمہور ہمیں است کہ انبیاء بعد از ذائقت موت زندہ اند بہ حیاتِ دنیوی۔

حضرت مولانا واستاذنا ومرشدنا السید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ نے فرمایا ہے کہ آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ سب عام مؤمنین اور شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہتسی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے (مکاتیب جلد ا صفحہ ۱۳۰)

اکابر دار العلوم دیوبند کا فتوے اور عقیدہ

علماء و اکابر دار العلوم دیوبند نے حیاتِ جسمانی انبیاء اور شہداء وغیرہ کے متعلق متفقہ ایک فتوے علمائے حرمین کے استفتاء پر فرمایا ہے جو ملاحظہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

المہند علی المفند صفحہ ۱۴

سؤال

ما قولکم فی حیوۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قبرہ الشریف هل ذالک مخصوص به ام مثل سائر المومنین رحمۃ اللہ علیهم حیاته برزخیة۔

الجواب

عندنا و عند مشائخنا حضرة الرسالة صلے اللہ علیه وسلم حی قبرہ الشریف وحیاته صلے اللہ علیه وسلم دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به صلے اللہ علیه وسلم وبجمیع

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ یہ حیات برزخی نہیں جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء (اور شرح الصدور) میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رح نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور

الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیھم و
الشھداء لا برزخیۃ کما ھی
حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع
الناس کما نص علیہ العلامۃ السیوطی
فی رسالتہ ابناء الاذکیاء بحیاۃ
الانبیاء حیث قال قال الشیخ
تقی الدین السبکی حیاۃ الانبیاء
والشھداء فی القبر کحیاتھم فی
الدنیا ویشھد لہ صلوٰۃ موسیٰ
علیہ السلام فی قبرہ فان
الصلوٰۃ تستدعی جسدا حیا
الی اخر ما قال فثبت بھذا ان
حیاتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی
عالم البرزخ و لشیخنا شمس الاسلام
والدین محمد قاسم العلوم المستفیدین
قدس اللہ سرہ العزیز فی ھذا
المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ
المأخذ بدیعۃ المسلک لم یر مثلھا
قد طبعت وشاعت فی الناس

شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے
جیسے دنیا میں تھی اور موسےٰ علیہ السلام
کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل
ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ
پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت کی
حیات دنیوی ہے اور اس معنی سے
برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں
حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا
محمد قاسم قدس سرہ کا اس بحث میں
ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت
دقیق اور اچھوتے طرز کا بے مثل
جو طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے اس
کا نام آبحیات ہے۔

Marfat.com

واسمہا آبِ حیات ای ماء الحیاۃ۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ جب جسمانی حیات حاصل ہوئی اور یہ حیات بالکل دنیوی حیات کی طرح ہے پھر تو جسمانی تقاضے بھی پورے ہونگے۔ ایک تو یہ کہ اب روح اور جسم میں تلازم بھی ہوگا تو روح جہاں ہو وہاں بدن ہوگا وکذا بالعکس۔ اسی طرح بھوک، پیاس، گرمی، سردی، کھانا پینا وغیرہ سب ہوگا اور حال یہ ہے کہ اس کے کوئی بھی قائل نہیں۔ بات یہ ہے کہ عالم برزخ کو اس عالم پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ حیات تو ضرور ہے روح کا تعلق بدن سے انبیاء اور شہداء اور اولیاء کا علی قدر المراتب یقیناً ہے۔ مگر اس عالم برزخ میں نہ وہ کھانے پینے کے محتاج ہیں اور نہ گرمی سردی سے پریشان ہیں اور نہ وہ تعلق ایسا ہے کہ بغیر بدن کے کہیں جا نہیں سکتے بلکہ کمال نبوت اور ولایت اور تجرد کی وجہ سے باوجود تعلق بالبدن ہونے کے جہاں بھی جائیں تو جا سکتے ہیں۔ اور اس عالم کے مطابق اپنی خاص جسمانی وجود کے ساتھ متمثل ہو کر سیر کر سکتے ہیں اور وہ بدن مرکب از عناصر اپنی جگہ میں بمعہ اپنے گوشت و پوست اور خون ہڈی کے صحیح سالم محفوظ رہتا ہے اور محتاج غذا نہیں ہوتا (ان اللہ علی کل شئی قدیر)۔ باقی اہل قبور کے ادراکات مثلاً سماع، علم تو یہ سب موتی کو حاصل ہیں۔ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔

تفسیر مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ پر وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ الآیہ کے ذیل میں ہے:۔

Marfat.com

فذهب جماعة من العلماء الى
ان هذه الحياة مختص بالشهداء
والحق عندی عدم اختصاصها
بهم بل حياة الانبياء اقوى
منهم واشد ظهورا آثارها
فی الخارج حتى لا يجوز النكاح
بازواج النبی صلی الله عليه وسلم
بعد وفاته بخلاف الشهيد
والصديقون ايضا علی درجه
من الشهداء - والصالحون
يعنی الاولياء ملحقون بهم كما
يدل عليه الترتيب فی قوله تعالى
من النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين ولذلك قالت الصوفية
العلية ارواحنا اجسادنا و
اجسادنا ارواحنا وقد تواتر
عن كثير من الاولياء انهم
ينصرون اوليائهم ويدمرون
اعدائهم ويهدون الى الله

ایک جماعت علما میں سے اس کے
قائل ہے کہ یہ حیات جسمانی صرف
شہدا کے لئے ہے مگر میرے
نزدیک حق یہ بات ہے کہ اس کی
تخصیص شہداء تک نہیں بلکہ انبیاء
کی حیات ان سے بھی زیادہ قوی ہے
جس کے آثار خارج میں ظاہر طور سے
پائے گئے ہیں جو شہدا میں نہیں
مثلاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ازدوج مطہرات کے ساتھ نکاح
بعد وفات کے قطعاً جائز نہیں۔
اور شہید کی بیوی کے ساتھ عدت
کے بعد جائز ہے ۔ اور صدیقین وصلحا
سب شہدا کے ساتھ اس معاملہ میں
شریک اور ملحق ہیں۔
اوّل درجہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
کا ہے۔ اس کے بعد نمبر۲ شہداء
نمبر۳ صدیقین اور نمبر۴ صالحین ہیں
چونکہ حیات اولیاء کی بھی قوی ہے

Marfat.com

تعالیٰ من یشاء اللہ (وقال)
ویدل علے ان اجساد الانبیاء
والشہداء وبعض الصلحاء
لا یأکلھا الارض ما اخرجہ
الحاکم وابوداؤد عن
اوس بن اوس قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم ان اللہ حرم علی
الارض ان تأکل اجساد
الانبیاء الخ (کما ذکرت
فتذکرہ) ۔

لہذا فرماتے ہیں کہ ہمارے ارواح اجساد ہیں اور اجساد ارواح ہیں اور تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ بعد از وفات بھی اپنے احباب اور دوستوں کو باذن اللہ تعالیٰ امداد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو برباد اور گمراہوں کو راہ راست پر لگا کر اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت علامہ مفسر المحدث قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء اور شہداء اور صلحاء کی جسمانی حیات پر حاکم اور ابوداؤد شریف کی روایت دلالت کرتی ہے جو اوس بن اوس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے اجساد حرام کئے ہیں (ان روایات کا بیان میں پہلے کر چکا ہوں ۔ یاد فرمالیں ۔)

Marfat.com

حضرت تھانوی قدس سرہ تفسیر بیان القرآن میں حیاۃ انبیاء وشہداء واولیاء اللہ کے متعلق اس آیت وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اموات بَلْ اَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ کے ذیل میں فرماتے ہیں

ف ایسے مقتول کو شہید کہتے ہیں اور اس کی نسبت گو یہ کہنا کہ وہ مرگیا ہے صحیح ہے اور جائز ہے لیکن اس کی موت کو دوسرے مردوں کی سی سمجھنے کی ممانعت کی گئی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ بعد مرنے کے گو برزخی حیات ہر شخص کی روح کو حاصل ہے اور اسی سے جزاو سزا کا ادراک ہوتا ہے لیکن شہید کو اس حیات میں اور مردوں سے ایک گونہ امتیاز ہے اور وہ امتیاز یہ ہے کہ اس کی یہ حیات آثار میں اوروں سے قوی ہے جس طرح انملہ یعنی سرانگشت میں ذکاءِ حس آثار حیات سے بنسبت عقب یعنی پاشنہ کے طباً وحساً قوی ہے حتیٰ کہ شہید کی اس حیات کی قوت کا ایک اثر برخلاف معمولی مردوں کے اس کے جسد ظاہری تک بھی پہنچا ہے کیونکہ اس کا جسد باوجود مجموعہ گوشت وپوست ہونے کے خاک سے متاثر نہیں ہوتا اور مثل جسد زندہ کے صحیح سالم رہتا ہے جیسا کہ احادیث اور مشاہدات شاہد ہیں۔ پس اس امتیاز کی وجہ سے شہداء کو احیا کہا گیا ہے اور ان کو دوسرے اموات کے برابر اموات کہنے کی ممانعت کی گئی۔ اور یہ حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شہدا سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے

Marfat.com

ومثل ازواج احیاء کے انکی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں اور ان کا مال بھی میراث میں تقسیم نہیں ہوتا۔ پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں، پھر شہداء پھر معمولی مردے۔ البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء اور صالحین بھی اس فضیلت میں شہداء کے شریک ہیں۔ سو مجاہدۂ نفس میں مرنے کو بھی معنیً شہادت میں داخل سمجھیں گے۔ اس طور پر وہ بھی شہداء ہوئے۔ یا یوں کہا جاوے کہ تخصیص شہداء کی عام مردوں کے اعتبار سے اضافی ہے ان خواص کے اعتبار سے حقیقی نہیں اور اگر کسی شخص نے کسی شہید کی لاش کو خاک خوردہ پایا ہو تو سمجھ لے کہ ممکن ہے اس کی نیت خالص نہ ہو جس پر مدار ہے قتل کے شہادت ہونے کا اور صرف قتل شہادت نہیں ہے اور چونکہ برزخ حواس سے مدرک نہیں ہوتا اس لئے لَا تَشْعُرُوْن فرمایا گیا ہے۔

جب ان روایات اور مشاہدات متواترہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، شہداء اور اولیاء اللہ کے اجساد بالکل صحیح سالم اور محفوظ ہیں۔ تو صاحب روح المعانی نے جو فرمایا ہے:۔

وما یحکی من مشاھدۃ بعض الشھداء الذین قتلو منذ مات سنین وانھم الی الیوم تشخب جروحھم دما اذا رفعت العصابۃ فذلک لما رواہ

بعض لوگ نقل کرتے ہیں کہ بعض شہداء سو سال کے بعد دیکھے گئے ہیں کہ جب پٹی ان کے زخموں سے ہٹائی گئی تو خون جاری ہوا یہ بالکل واہیات اور

هیان بن بیان وما ھو الا حدیث خرافۃ ۔ وکلام یشھد علے مصدقیہ تقدیم السخافۃ الخ	صحیح روایت سے ثابت نہیں الخ

واجب الرد ہے کیونکہ یہ مشاہدہ متواترہ کے خلاف ہے جو جلال الدین سیوطیؒ نے شرح الصدور میں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں امام مالکؒ اور بیہقی و ابن شیبہ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ غالباً صاحب روح المعانی نے کسی صاحب کو دیکھا ہوگا کہ کسی جہاد میں یا کسی واقعہ میں ظلماً قتل کیا گیا ہوگا اور اس پر علماء نے فتوی دیکر بغیر غسل کے از روئے شہادت نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا ہوگا اور کچھ زمانہ کے بعد اس کی لاش بوسیدہ حالت میں نظر آگئی ہوگی جس کی وجہ سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ جو حیاۃ جسمانی کے متعلق مشہور ہے یا روایات میں موجود ہے اس کی کوئی صحیح حقیقت نہیں۔ اور حال یہ ہے جو مشہور ہے بالکل صحیح ہے مگر اس شخص کو (بینہ وبین اللہ) بوجہ خرابی نیت قتل کے شہادت کا رتبہ نہیں ملا۔ صاحب روح المعانی پر رد کا ذکر صاف الفاظ میں فتاوے امدادیہ جلد ۱ صفحہ ۵۰۸ پر بھی آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

میرے دوستو! زیارۃ القبور بغرض تبرک کرنا، بعض اہل قبور کا نماز پڑھنا اور تلاوت کرنا اور انبیاء و شہداء و صلحاء کے اجسام کا محفوظ رہنا۔ ان سب واقعات سے آپ نے یہ اندازہ لگایا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے اپنے خاص بندوں پر کہ عالم برزخ میں بھی اپنی خاص نعمتوں سے ان کو

Marfat.com

[ف]رما تا ہے اور اپنی مخلوق کو انکے فیض و برکت سے سرفراز فرماتا ہے اور ان کو [اس] عالم میں بھی عقل و عادت کے خلاف دعا و عبادت کا اہل بنا کر وسیلۂ رحمت [و] مظہر عون بنایا ہے۔ یاد رہے جو کام عادت کے خلاف اور مافوق الاسباب [اللہ] تعالیٰ کسی پیغمبر اور ولی کے ہاتھ سے صادر فرمادے تو اس کو معجزہ اور کرامت [ش]ریعت کی زبان میں کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء اور معجزات [انب]یاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حق ہیں۔ معجزات تو ظاہر ہیں مگر حقانیت کرامات [بھ]ی مخفی نہیں۔

انبیاء اور اولیاء کے معجزات وکرامات

کرامت کے متعلق تحقیق یہ ہے۔ علماء کرامت اس امر کو کہتے ہیں جو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی [م]تبع کامل سے صادر ہو اور قانون عادت سے خارج ہو اور اسباب طبعیہ [س]ے بھی وہ اثر پیدا نہ ہو خواہ وہ اسباب جلی ہو یا خفی۔ پس اگر وہ امر خلاف [ع]ادت نہ ہو یا اسباب طبعیہ سے صادر ہو تو کرامت نہیں اور جس شخص سے وہ صادر ہوا ہے اگر وہ کسی نبی کا متبع اپنے کو نہیں کہتا وہ بھی کرامت نہیں ہے جیسے جوگیوں، ساحروں وغیرہ سے بعض امور ایسے سرزد ہو جاتے ہیں اور اگر وہ شخص مدعی اتباع کا تو ہے مگر واقع میں متبع نہیں ہے خواہ اصول میں خلاف کرتا ہو جس طرح اہل بدعت اور فرق ضالہ یا فروع میں جیسے فاسق فاجر اس سے بھی اگر ایسا امر صادر ہو تو وہ بھی کرامت نہیں بلکہ استدراج ہے جس کا ضرر یہ ہے کہ یہ شخص بوجہ خرق عادت اپنے کو کامل سمجھتا

Marfat.com

ہے اور اس دھوکہ میں کبھی حق کے طلب کرنے اور اتباع کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ نعوذ باللہ کس قدر خسران عظیم ہے۔

پس کرامت اس وقت کہلائے گی جب کہ اس فعل کا صدور مؤمن متبع سنت کامل التقوی سے ہو۔ اب ہمارے زمانہ میں جس شخص سے کوئی فعل عجیب سرزد ہو جاتا ہے اس کو غوث، قطب قرار دیتے ہیں خواہ اس کے کیسے ہی عقائد ہوں اور کیسے ہی اعمال و اخلاق ہوں یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بزرگوں نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا دیکھو۔ اگر شریعت کا پابند نہ ہو تو اس کو بالکل ہیچ سمجھو۔

۲ جاننا چاہیئے کہ کرامت کے لئے نہ اس ولی کو اس کا علم ہونا ضروری ہے اور نہ اس کے متعلق قصد کا متعلق ہونا ضروری ہے اور احیانا علم ہوتا ہے اور قصد نہیں ہوتا اور کبھی علم اور قصد دونوں امر ہوتے ہیں اس بنا پر کرامت کی تین قسمیں ٹھہریں:-

کرامت کی اقسام

قسم اول وہ جہاں علم بھی ہو اور قصد بھی جیسے نیل کا جاری ہونا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک سے۔ یا حضرت عمرؓ کا آواز دینا اپنے سالار ساریہ کو جو نہاوند میں تھا۔ مدینہ منورہ میں اپنے منبر سے جو کافی دنوں کے مسافت پر دور تھا اور دشمن کے قریب میں آچکا تھا مگر آپ کی آواز سن کر فوراً پہاڑ کی طرف دشمنوں کے مقابلے میں تیار ہوا اور فتح ہوئی۔

وصح انہ رضی اللہ عنہ بینما ہو یخطب علی منبر المدینۃ

م الجمعة واذا هو ينادي في
ال خطبة يا سارية الجبل
عب الناس لذلك وانكروا
ليه حتى قال له عبد الرحمن
ن عوف رض بعد ذلك و
شدد عليه واخبره بما قال
الناس فيه ثم ظهر لهم قريبا
الواقعه وصدقها وما فيها
من الكرامات ، ومنها الكشف
له عن حال سارية والمسلمين
وعدوهم ومنها بلوغ صوته
سارية حتى سمع واهتدى
سارية الى ان هذا صوت
عمر مع بعد الشقة۔ قال ابن
حجر فی فتاویہ صفحہ ۲۱۴

یا اصف بن برخیا کا عرش بلقیس کو فوراً حاضر کرنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جو ایک مہینہ کی مسافت پر دور تھا۔

یا حضرت خضر کے عجائب بنا بر مذہب مرجوح کہ ولی اللہ تھے ورنہ بنا بر مذہب راجح تو پیغمبر ہیں اور یہ سب عجائب معجزہ میں شمار ہونگے۔

انکے علاوہ کافی امثلہ اور شواہد ہیں جو ابن کثیر نے البدایہ جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ پر تمیم داری اور نباتہ بن یزید وغیرہ کے واقعات بیان کئے ہیں مگر وضاحت اور اطمینان کے لئے یہ کافی ہیں۔

قسم دوم وہ ہے جہاں علم ہو اور قصد نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھلوں اور حضرت خبیب رض کے پاس بے موسم انگور کا آجانا یا حضرت اسید بن حضیر و عباد بن بشر رضی اللہ تعالی عنہما کے سامنے شب تاریک میں چراغ کے مثل روشنی پیدا ہو کر انکا جانا

Marfat.com

قسم سوم وہ ہے جہاں نہ علم ہو نہ قصد جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا اور کھانے کا دوچند ہو جانا چنانچہ خود حضرت ابوبکر رضہ کو تعجب ہوا۔

اور لفظ تصرف و ہمت کا صرف قسم اول پر اطلاق کیا جاتا ہے کہ فلاں کی تصرف اور ہمت سے (بحکم خداوند عالم) یہ کام ہوا۔ اور قسم ثانی و ثالث کو تصرف نہیں کہتے البتہ برکت و کرامت کہلاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں بزرگ کی برکت اور کرامت سے یہ کام کیا۔ ورنہ یہ تینوں اقسام کرامت کے ہیں لیکن اطلاق میں یہ فرق ضرور کیا جاتا ہے۔

بعض علماء نے کرامت کی قوت ایک حد خاص تک معین کی ہے اور جو امور نہایت عظیم ہیں جیسے بدون والد کے اولاد پیدا ہونا یا کسی جماد کا حیوان یا ملائکہ کی باتیں کرنا۔ اس کا صدور کرامت سے ممتنع قرار دیا ہے۔ مگر محققین کے نزدیک کوئی حد نہیں کیونکہ وہ فعل پیدا کیا ہوا اللہ تعالیٰ کا ہے۔ صرف ولی کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو گیا ہے۔ واسطے اظہار کرامت و قرب و مقبولیت اس ولی کے۔ سو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی جب کوئی حد نہیں پھر کرامت محدود کیسے ہو سکتی۔ رہا یہ شبہ کہ معجزہ کے ساتھ مساوات لازم آنے کا احتمال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب صاحب کرامت خود کہتا ہے کہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں تو جو کچھ اس سے صادر ہوا ہے یہ تبعیت اس نبی کے ہے استقلالاً نہیں جو اس شبہ کی گنجائش ہو۔ البتہ جس خرق عادت کی نسبت نبی کا ارشاد ہو کہ اس کا صدور مطلقاً محال ہے

Marfat.com

وہ بطور کرامت سرزد نہیں ہوسکتی جیسے قرآن مجید کا مثل لانا۔

معجزہ اور کرامت بعد از وصال

خرق عادت اور ما فوق الاسباب الطبعیہ امر جس طرح انبیاء اور اولیاء سے اس عالم اور حیات دنیوی میں صادر ہوتا ہے اسی طرح عالم برزخ اور حیاۃ برزخی میں بھی صادر ہوتا ہے۔ حیاۃ دنیوی میں تو ظاہر ہے مگر عالم برزخ میں بھی ظہور آثار اور صدور افعال تواتر اور مشاہدہ سے ثابت ہیں۔ کیونکہ معجزہ اور کرامت موت کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے۔

وقال عبد الغنی النابلسی فی شرح الطریقۃ المحمدیہ وکرامۃ الاولیاء حق وھی للاولیاء الاحیاء والاموات اذ الولی لاینعزل عن ولایۃ بالموت کالنبی لاینعزل عن نبوتہ بالموت کما قدمناہ۔

علامہ عبدالغنی نابلسی نے شرح طریقہ محمدیہ میں کافی تحقیق اور تفصیل کے بعد فرمایا کہ اولیاء کرام کی کرامت حق ہے اور یہ کرامت اولیاء کو حیات دنیوی اور حیات برزخی دونوں میں حاصل ہے کیونکہ ولایت ولی سے اور نبوت نبی سے موت کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے۔

(وقال فی اخرہ بعد تحقیق ھذہ المسئلۃ) والمشی علی الماء وکلام الجماد والعجماء کالبھیمۃ والطیر وغیر ذلک من انواع الخوارق

اور بہت سے اکابر ائمہ اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں اور اس میں انہوں نے تصنیفات کی ہیں۔ مثلاً امام الحرمین وابوبکر

Marfat.com

للعادة الواقعة للاولياء تكريما
لهم من الله تعالى ويكون ذلك
لرسوله معجزة وان كان بعد
موت الرسول فالعجزة على
هذا لا يشترط لها حياة الرسول
بل تكون بعد موته ايضا وكذلك
الكرامة تكون بعد موت الولي
ايضا كرامة له كما قدمناه۔
كذا في كتاب جامع كرامات
الاولياء للعلامة الشيخ
يوسف بن اسمعيل النبهاني
جلد اول صفحہ ۱۶ ۔

نقل عن الزيلعي ويجوز التوسل
الى الله تعالى والاستغاثة
بالانبياء والصالحين بعد موتهم
لان المعجزة والكرامة لا تنقطع
بموتهم وعن الرملي ايضا بعدم
انقطاع الكرامة بالموت وعن
امام الحرمين ولا ينكر الكرامة

الباقلانی وابوبکر بن فورک وحجة
الاسلام الغزالی وفخرالدین رازی
وناصرالدین بیضاوی ومحمد بن عبدالملک
السلمی وناصرالدین الطوسی وحافظ
الدین النسفی وابوالقاسم القشیری
رحمہم اللہ تعالیٰ ۔

علامہ رملی نے بھی یہی فرمایا ہے کہ
موت کی وجہ سے کرامت منقطع نہیں
ہوتی ۔ امام الحرمین نے فرمایا ہے کہ
کرامت بعد الموت سے سوائے
رافضی کے اور کوئی انکار نہیں کرتا ۔

علامہ الاجہوری فرماتے ہیں کہ ولی
کی مثال دنیا میں اس تلوار کی ہے جو
نیام اور غلاف میں ہو اور جب روح
موت کی وجہ سے تجرد حاصل کرلیتی
ہے تو وہ اپنے تصرف میں باذن اللہ
اور زیادہ قوی ہو جاتا ہے ۔

.:. .:. .:. .:.

Marfat.com

ولو بعد الموت الا الرافضی وعن الاجهوری الولی فی الدنیا کالسیف فی عمدہ فاذامات تجرد منہ فیکون اقوی فی التصرف کذا نقل عن نور الهدایہ لابی عن السنجی۔ ابریقۃ ابریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقہ محمدیہ جلد ا صفحہ ۲۰۳

پس حیات جسمانی نماز، تلاوت اور فیض پہنچانا یہ سب خلاف عادت ہیں جو نبی اور متبع نبی سے صادر ہوئے ہیں اس کے علاوہ اور بھی چند مستند واقعات گوش گذار کرتا ہوں جو علامہ ابن حجر نے اپنی فتاوی صفحہ ۲۱۳ پر نقل کئے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

ان الشیخ عبد القادر الجیلی قال رائیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل الظهر فقال لی یا نبی لم لا تتکلم قلت یا ابتاہ انا رجل اعجمی کیف اتکلم علی فصحاء بغداد فقال لی افتح فاك ففتحتہ فتفل فیہ سبعا وقال تکلم علی الناس وادع الی سبیل

ایک دن شیخ عبد القادر جیلانی سید الاولیاء رح نے ظہر سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ بیٹے کیوں لوگوں سے بولتے نہیں۔ حضرت سید الاولیاء رح نے فرمایا کہ یا ابا جان میں عجمی ہوں اور یہ سب مجمع فصحاء بلغاء بغداد کا ہے تو میں کس طرح انکے سامنے آزادی اور بے تکلفی سے بیان کروں۔ جناب

Marfat.com

ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا منہ کو قریب کرکے کھولو، فرماتے ہیں کہ میں نے منہ کھول کر پیش کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ تف تف فرماکر میرے منہ میں لعاب مبارک کا حصہ ڈالکر مشرف فرمایا اور ارشاد فرمانے لگے کہ لوگوں سے خطاب کریں اور نہایت حکمت عملی اور پسندیدہ مواعظ سے دین کی طرف لوگوں کو بلائیں۔

حضرت علیؓ سے ملاقات

قال الشیخ عبد القادر الجیلی صلیت الظہر وجلست و حضرنی خلق کثیر فارتج علے فرأیت علیا رضؓ قائما بازائی فی المجلس فقال یا بنی لم لاتتکلم فقلت یا اباہ قد ارتج علے فقال افتح فاک فتفل فیہ ستاً قلت لم لاتکملہا سبعاً قال ادبا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم تواری عنی فتکلمت

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی ایک موقعہ پر اپنے دیدار پرانوار سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو عالم بیداری میں مشرف فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ظہر کی نماز کے بعد وعظ کی غرض سے بیٹھ کر بولنے لگا مگر لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کچھ پریشانی جیسی محسوس ہوئی۔ یکدم کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سامنے تشریف فرما ہیں مجھے فرمانے لگے اے بیٹے کیا بات

Marfat.com

ہے بوتے نہیں ؟ میں نے عرض کیا کہ ابا جان ! کچھ پریشانی محسوس کرتا ہوں فرمانے لگے اچھا منہ کھول دو۔ میں نے منہ کھولدیا۔ حضرت نے چھ مرتبہ لعاب سے کچھ حصہ تھ تھ کرکے عنایت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت سات مرتبہ پوری فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں ادبا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات مرتبہ مہربانی فرما چکے ہیں تو میں چھ مرتبہ کروں گا تاکہ برابری سے بے ادبی نہ ہو جائے

علامہ ابن حجر رح فرماتے ہیں :۔

والحکایات فی ذلک عن اولیاء اللہ کثیرۃ جدا ولاینکر ذلک الا معاند او محروم وقال ابوبکر بن العربی المالکی ورویۃ الانبیاء والملئکۃ وسماع کلامھم ممکن للمؤمن کرامۃ۔

اس باب میں اولیاء اللہ سے بہت حکایات منقول ہیں جس کا انکار سوائے معاند یا اللہ تعالی کی رحمت خاص سے محروم کے نہیں کرتا۔

وفی المدخل لابن الحاج المالکی ورویتہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ باب ضیق وقل من یقع لہ ذلک الامن کان علے صفۃ عزیز وجودھا فی ھذا الزمان بل عدمت غالبا مع

حضرت مولانا تھانوی رح بوادر النوادر جلد ا صفحہ ۸۰ اور تربیۃ السالک صفحہ ۵۹ میں فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ سے بعض انتقال کے بھی تصرفات اور خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنیً حد تواتر تک پہنچ گیا ہے

— فتاوی امدادیہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۴

انا لا ننکر من یقع له هذا من
الاکابر الذین حفظهم الله فی
ظواهرهم و بواطنهم - قال
و قد انکر بعض علماء الظاهر
ذلک محتجا بان العین الفانیة
لا تری العین الباقیة وهو صلے
الله علیه وسلم فی دار البقاء
والرائی فی دار الفناء ورد بان
المؤمن اذا مات یری الله و
هو لا یموت -

واشار البیهقی الی رد الاعتراض
بان نبینا صلے الله علیه وسلم
رائ جماعة من الانبیاء لیلة
المعراج ، وقال البارزی وقد
سمع من جماعة من الاولیاء
فی زماننا و قبله انهم راوا النبی
صلے الله علیه وسلم یقظة
حیا بعد وفاته -

وقد نقل الیافعی وغیرہ حکایات

سوال اولیائے کرام کے انتقال
کے بعد کرامت شریعت سے ثابت
ہے یا نہیں۔ میں اس کا قائل اسلئے
نہیں ہوں کہ زندگی میں اولیاء کرام سے
جو کرامتیں صادر ہوتی ہیں اس سے
مخالفین راہ مستقیم اختیار کرتے ہیں
اور انتقال کے بعد منشا فوت ہے اور
جو شخص کرامت کا قائل نہ ہوگا گنہگار
ہوگا یا نہیں ؟

جواب حدیث میں حضرت
نجاشی رح کی قبر پر نور کا نمایاں ہونا وارد
ہے۔ یہ کھلی کرامت ہے اور جو دلیل
نفی کی لکھی ہے خود یہ قابل نفی ہے
اور اس لیئے کہ اول تو اس حکمت
میں انحصار کی کوئی دلیل نہیں دوسرے
اس کرامت میں بھی یہ حکمت حاصل
ہے کہ اس سے ہدایت پاکر احیائے
طریق مستقیم تلاش کریں گے اور منکر
کرامات مبتدع ہے -

Marfat.com

كثيرة ذكرها ابن حجر فى فتاويه وقال ابن العربى رح لا يمتنع روية ذات النبى صلى الله عليه وسلم بروحه وجسده لانه وسائر الانبياء ردت اليهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فى الخروج من قبورهم والتصرف فى الملكوت العلوى والسفلى ولا مانع من ان يراه كثيرون فى وقت واحد لانه كالشمس ولا يلزم من ذلك ان الرائى صحابى لان شرط الصحبة الرؤية فى عالم الملك وهذه روية وهو فى عالم الملكوت وهى لا تفيد صحبة والا لثبت لجميع امته لانهم عرضوا عليه فى ذلك العالم فراٰهم وراٰوه كما جائت به الاحاديث اخرج ابن ابى الدنيا فى

ابوبکر بن العربی المالکی فرماتے ہیں کہ انبیاء اور ملائک کو دیکھنا اور انکے کلام کو سننا یہ سب مومن کے لئے از روئے کرامت ممکن ہے۔

علامہ ابن حاج مالکی رح فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بیداری میں دیکھنا یہ ایک ایسا باب ہے جس کا دائرہ بہت تنگ ہے ہر ایک کو یہ نعمت میسر نہیں ہو سکتی اس نعمت کو حاصل کرنے والے آپ کو بہت کم نظر آئیں گے جس کا وجود اس زمانہ میں بہت کم بلکہ معدوم ہو چکا ہے۔ ہاں اگر بعض اکابر کو (جنکا ظاہر و باطن صاف ہے اور اللہ تعالی نے ان کو محفوظ فرمایا ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بیداری میں حاصل کریں تو کوئی استبعاد نہیں اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔

Marfat.com

ذکر الموت عن زید بن اسلم
قال کان فی بنی اسرائیل رجل
قد اعتزل الناس فی کہف جبل
و کان اھل زمانہ اذا قحطوا
استغاثوبہ فدعا اللہ فسقاھم
فمات فاخذوا فی جہازہ
فبینما ھم کذلک اذا ھم
بسریر یرفرف فی عنان السماء
حتے انتھی الیہ فقام رجل
فاخذہ فوضعہ علی السریر
فارتفع السریر والناس ینظرون
الیہ فی الھوا حتے غاب عنھم
ولو تجھوابہ الی الجنۃ۔ ویؤیدہ
ایضا ما اخرجہ البیھقی وابونعیم
کلاھما فی دلائل النبوہ
عن عروۃ ان عامر بن فھیرۃ
قتل یوم بئر معونہ فیمن قتل
واسر عمرو بن امیۃ الضمری
فقال لہ عامر بن الطفیل ھل

(پھر فرماتے ہیں) کہ بعض علماء علم ظاہری
نے اس سے انکار کیا ہے اور وہ
کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ
فانی آنکھیں ان باقی آنکھوں کو نہیں
دیکھ سکتیں۔ ان میں وہ قوت نہیں
جو اشیاءِ باقیہ کو دیکھ سکیں۔ لہذا
دیکھنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کا جو باقی ہے ان آنکھوں سے
جو فانی ہیں محال ہے مگر اس دلیل
کو رد کیا گیا ہے ۔ اسلئے کہ یہ سب
اللہ تعالی کے اذن و ارادے سے
ہوتا ہے (ان اللہ علی کل شئ قدیر)
جب اللہ تعالی کو منظور ہوتا ہے اور
چاہے تو فانی قوت کو باقی بنا لیتا ہے
اور اس سے وہی کام لیتا ہے
جو باقی سے لیا جاتا ہے۔ آپ نہیں
دیکھتے کہ مؤمن بعد مرنے کے اللہ
تعالی کو دیکھتا ہے اور وہ حی لایموت
ہے۔

Marfat.com

تعرف اصحابك قال نعم فطاف
فيهم يعني في القتلى وجعل
يسأله عن انسابهم قال هل
تفقد منهم من احد قال
فقد مولى لابي بكر يقال له عامر
بن فهيره قال كيف كان فيكم
قال كان من افضلنا قال الا
اخبرك خبره هذا طعنه برمح
ثم انتزع رمحه فذهب بالرجل
علوا في السماء حتے والله ما
اراه وكان الذي قتله رجل
من كلاب يقال له جبار بن سلمى
فاتى الضحاك بن سفيان
الكلابي فاسلم وقال دعاني
الى الاسلام ما رأيت من مقتل
عامر بن فهيره ومن رفعه
الى السماء علوا فكتب الضحاك
الى رسول الله صلے الله عليه
وسلم باسلامه وما رأى من

اقرب جواب بیہقی کا ہے فرماتا ہے کہ آپ دیکھتے نہیں کہ شب معراج میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو ان آنکھوں سے دیکھا تھا اور وہ باقی تھے اور یہ فانی تھا۔ غرض یہ کہ یہ قدرت کی باتیں ہیں جس کو چاہے یہ نعمت عطا فرمالیتا ہے۔

علامہ بارزی فرماتے ہیں کہ میں نے بے شک سنا ہے اور اولیاء کی ایک جماعت سے کہ انہوں نے اور ان سے جو پہلے گذرے ہیں ایک جماعت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا ہے اور علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بہت حکایات نقل فرمائی ہیں جو علامہ ابن حجرؒ نے اپنی فتاوی میں بیان کی ہیں۔

اسی طرح علامہ محی الدین ابن عربی

Marfat.com

مقتل عامر بن فہیرہ فقال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فان الملئکۃ وارت جثتہ و
انزل علیین۔

واخرج البیھقی من وجہ اخر
بلفظ فقال عامر بن الطفیل
لقد رئیتہ بعد ما قتل رفع
الی السماء حتی انی لانظر الی
السماء بینہ وبین الارض۔

ثم قال البیھقی والحدیث
اخرجہ البخاری فی الصحیح و
قال فی اخرہ ثم وضع۔

قال فیحتمل انہ رفع ثم وضع
ثم فقد بعد ذلک فقد روینا
فی مغازی موسیٰ بن عقبۃ
فی ھذہ القصۃ فقال عروۃ
بن الزبیر لم یوجد جسد
عامر، یرون ان الملئکۃ وارتہ
انتھی۔

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروحہ و
جسدہ بیداری میں دیکھنا ہو سکتا ہے
کیونکہ آپ اور سب انبیاء علیہم الصلوۃ
والسلام قبروں میں زندہ ہیں اور ان کو
اللہ تعالی کی طرف سے ملکوت علوی
وسفلی میں جانے کی اجازت ہے اور
کوئی ممانعت نہیں کہ بیک وقت
بہت سے لوگ آپ کی ملاقات سے
مشرف ہو جائیں۔ جیسے کہ سورج دنیا
بھر کے لوگ آسانی سے بیک وقت
دیکھ سکتے ہیں۔

سوال جب جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا ممکن ہے
بلکہ دیکھا گیا ہے۔ پس چاہیئے کہ
دیکھنے والا صحابی ہو جائے۔

جواب صحابی ہونے کے لئے
یہ شرط ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام
کی رویت ایسی حیات میں ہو کہ دونوں

Marfat.com

واخرج ابن سعد والحاکم
فی الکبیر من طریق عروة عن
عائشة رضی اللہ عنہا قالت
رفع عامر بن فہیرة الی السماء
فلم توجد جثتہ یرون ان
الملٰئکة وارتہ قلت والظاهران
المراد بمواراة الملٰئکة تغیبہ
فی السماء کما فی الروایة الاولی
وارت جثتہ وانزل علیین
ونظیرہ ما اخرجہ احمد
وابو نعیم والبیهقی عن عمرو
بن امیة الضمری ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ
عینا وحدہ قال فجئت الی
خشبة خبیب فرقیت فیها
وانا اتخوف العیون فاطلقتہ
فوقع فی الارض ثم اقتحمت
فانتبذت غیر بعید ثم التفت
فلم ارخبیبا فکانما ابتلعتہ

عالم ملک میں ہوں یعنی پیغمبر اور دیکھنے
والا دونوں اپنے وجود ظاہری سے
اس عالم میں موجود اور بستے ہوں ورنہ
پھر تو ہر ایک مرنے کے بعد جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے
نیز وہ لوگ بھی مرنے سے کچھ پہلے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں
جنہوں نے آپ کو عالم الرؤیا میں دیکھا
ہو۔ (کماقال) روایت میں ہے
کہ بنی اسرائیل میں ایک صاحب تھا
جو لوگوں سے یکطرف ہوکر پہاڑ کے
کسی غار میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے لگا
اور اس زمانے کے لوگ جب کسی
مصیبت یا قحط میں مبتلا ہو جاتے تھے
تو اس کے پاس جاکر دعا کراتے تھے
اور اس کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بناکر
بارش مانگتے تھے چنانچہ اللہ تعالی
پھر ان پر فضل وکرم فرماتا تھا۔

Marfat.com

الارض فلم یر لخبیب اثر حتی
الساعة فهذا خبیب بن عدی
ایضا مما وارته الملئکه اما
یرفع الی السماء وھو الظاھر
او یدفن فی الارض۔

ایک دن ان کا انتقال ہوگیا اور انکے
تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے۔ کیا
دیکھتے ہیں کہ آسمان سے ایک تخت
شان و شوکت سے آرہا ہے۔
یہاں تک کہ اس کے پاس آیا۔ فوراً
ایک آدمی کھڑا ہوا اور آپ کو اس
تخت اور سریر پر رکھا اور سریر اوپر
آسمان کی طرف ہوا میں اڑنے لگا اور سب لوگ دیکھ رہے ہیں۔ یہاں تک
کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوا۔

اس روایت کی تائید بیہقی اور ابو نعیم کی روایت سے بھی ہوتی ہے
ایسے واقعات کرامت اور معجزہ بہت ہوئے ہیں مثلاً

روایت میں ہے۔ بیر معونہ کی لڑائی میں جب عامر بن فہیرۃ قتل کیا گیا
اور عمرو بن امیۃ ضمری اسیر ہوا تو عامر بن طفیل اس سے کہنے لگا کہ تم اپنے
ساتھیوں کو پہچانتے ہو۔ عمرو بن امیۃ نے فرمایا کہ ہاں پہچانتا ہوں۔ تو
مقتولین اور شہداء کی طرف گئے اور انکے حالات اور انساب معلوم کرتے
رہے۔ اور کہنے لگا کہ تم اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مفقود پاتے ہو یا
نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں مولیٰ۔ ابی بکر عامر بن فہیرۃ کو ان حضرات میں
نہیں پاتا۔ پوچھنے لگا کہ وہ تم میں سے کیسا تھا تو یہ فرمانے لگا کہ ہم میں
وہ افضل اور بہتر تھا۔ کہنے لگا کہ آپ کو اس کی ایک خبر سناتا ہوں۔

Marfat.com

دیکھئے اس نے مارا ہے اور اس نیزہ سے مارا گیا ہے۔ جب وہ مارا گیا اور نیزہ کو اس سے نکالا تو وہ فوراً آسمان کی طرف اپنے پاؤں سے جاتا ہوا نظر آیا۔ یہاں تک کہ ہماری آنکھوں سے غائب ہوا۔

(لکھتے ہیں) کہ حضرت عامر بن فہیرہ کا قاتل جبار بن سلمی نے جب یہ ماجرا دیکھا تو فوراً متاثر ہوا اور حضرت ضحاک بن سفیان کے پاس آکر مشرف بہ اسلام ہوا اور یہ کہنے لگا کہ حضرت عامر بن فہیرہ کے قتل اور کرامات نے مجھے ایمان لانے پر مجبور کیا۔ پس حضرت ضحاک نے یہ سب حالات شہادت اور اسلام لانے کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحریر فرما کر روانہ کیئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عامر بن فہیرہ کو ملائک نے چھپا کر علیین میں داخل فرمایا۔ بخاری شریف اور بیہقی وغیرہ کی سب روایات کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ شہادت کے بعد آپ آسمان کی طرف اٹھا کر غائب ہوئے پھر زمین کی طرف لا کر رکھدئے گئے ہیں اور رکھنے کے بعد پھر اٹھا کر غائب کئے گئے ہیں اور آج تک نظر نہیں آئے۔

اسی طرح حضرت خبیبؓ کو بھی جب دشمنان اسلام نے سولی پر چڑھایا اور شہید ہوئے تو اسی طرح کئی دن لٹکتے رہے تو عمرو بن امیہ یا زبیر ابن عوام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات معلوم کرانے کے لئے اور آپ کی لاش مبارک کو اتارنے کے لئے روانہ کیا۔ آپ جب آہستہ آہستہ اور چھپ چھپ کر گئے اور خبیب کو اوپر لکڑی سے کھولا تو آپ کی لاش مبارک چالیس دن گزرنے کے بعد بھی اسی طرح صحیح سالم اور نرم تھی۔ اس سے

Marfat.com

بھی کرامت بعد الموت ظاہر ہوتی ہے۔ جب کھود کر زمین پر لائے تو زمین نے فوراً نگل لیا۔ حضرت عمرو بن امیہ یا حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ پھر جب ہم نے دیکھا تو حضرت خبیب رضؓ نظر نہ آئے ایسا معلوم ہوا کہ زمین نے اس کو اپنے پیٹ میں غائب کر دیا جس کا اب تک کوئی پتہ نہیں۔

اہل قبور کا کلام

وروی البیھقی عن عبد اللہ بن عبید اللہ الانصاری کنت فیمن دفن ثابت بن قیس بن شماس وکان قتل بالیمامۃ (و کانت وقعۃ الیمامۃ سنۃ اثنتی عشرۃ فی خلافۃ الصدیق رضؓ فسمعناہ حین ادخلناہ القبر یقول محمد رسول، ابوبکر الصدیق عمر الشھید، عثمان البر الرحیم، فنظرنا (الیہ) مختبرین حالہ من حیاہ وموتہ فاذا ھو میت (فھذا الحدیث

اسی طرح اموات اور مردوں کی گفتگو بھی روایات میں موجود ہے۔ جو کرامت اولیاء پر بعد الموت حجت ساطعہ ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ثابت بن قیس کو ہم نے لحد میں داخل کیا تو کہنے لگا کہ محمد رسول اللہ ہے۔ ابوبکر صدیق ہے۔ عمر شہید ہے۔ عثمان نیک اور رحمدل ہے۔ پس ہم نے غور سے دیکھا کہ آیا یہ زندہ ہے یا وصال پا چکا ہے، کیا بات ہے۔ جب ہم نے اطمینان سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ انتقال فرما چکے ہیں۔ اور یہ گفتگو کرامۃ وصال کے بعد

Marfat.com

دلیل کلام الموتی لا احیاءهم
ودلیل علی ان کرامۃ الاولیاء
ثابت بعد الموت) وکذا ما ذکر
عن النعمان بن بشیر کما رواہ
الطبرانی وابو نعیم وابن مندۃ
عنہ وابن ابی الدنیا فی کتاب من
عاش بعد الموت عن انس رض
ان زید بن خارجۃ خر میتا
فی بعض ازقۃ المدینۃ فرفع
وسجی (ای غطی وجہہ)
اذ سمعوہ بین العشاء والنساء
یصرخن حولہ یقول انصتوا
انصتوا فحسر عن وجہہ فقال
محمد رسول اللہ النبی الامی وخاتم
النبیین کان ذلک فی الکتاب
الاول ثم قال صدق صدق الخ
(ای رسول الحق) واعلم ان
صاحب الاستیعاب ذکر فی زید
انہ ھو الذی تکلم بعد الموت

فرماتے ہیں ۔ اسی طرح حضرت
زید بن خارجہ کے متعلق بھی مروی
ہے کہ آپ مدینہ کے کوچے میں
گر گئے اور گرنے کے ساتھ وصال
ہوا۔ پھر آپ کے چہرہ مبارک کو
ڈھانک کر اٹھا دیا اور لے گئے ۔
مغرب اور عشاء کے درمیان میں
اور عزیز و اقربا گرد بیٹھے ہوئے تھے
اور مستورات بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور
آواز سے رو رہی تھیں کہ اس اثنا میں
یہ کہنے لگا کہ چپ ہو جاؤ چپ
ہو جاؤ ۔ لوگوں نے چہرہ سے
پردہ اٹھا کر دیکھا کہ یہ فرما رہے ہے
محمد رسول اللہ نبی امی خاتم الانبیاء ہے
جو پہلے سے یہ لکھا گیا تھا اور میں جو
کچھ کہہ رہا ہوں یہ بالکل سچ اور حق
ہے ۔ اور علامہ ابن البر نے فرمایا
ہے کہ یہ واقعہ زید بن خارجہ کا
ہے اس کے باپ کا نہیں ۔ اور

Marfat.com

لا یختلفون فی ذلک قال الذھبی وھو الصحیح کذا فی الشفاء للقاضی عیاض ۔ وقد ترکت الحکایات الکثیرۃ المستندۃ اخرجہا ابن الجوزی فی کتاب عیون الحکایات ۔

وابو سعید فی شرح المصطفٰی والبیہقی فی الدلائل وابن سعد وابن ابی الدنیا فی کتاب الرقۃ والبکاء والطبرانی و غیرھما خوفا للاطناب ۔

فعلم من ذلک کلہ ان کرامات الاولیاء ثابتۃ بعد الموت کما کانت قبل وھو الحق فالحق احق بان یتبع ولا تتبع سبیل المفسدین ۔

... ...

یہی صحیح ہے ۔

اسی طرح حضرت ربعی بن حراش بن جحش العبسی کے بھائی مسعود کا کلام بعد الموت اور خود حضرت ربعی کا ضحک اور ہنسنا بعد الموت غسل کے وقت اور اسی طرح اس کے بھائی حضرت ربیع کا ضحک کہ انہوں نے قسم اٹھائی تھی کہ جب تک ہمیں اپنا ٹھکانا صحیح طور سے نظر نہ آئے ہم نہ ہنسیں گے کہ آیا ہم جنتی ہیں یا دوزخی ۔ مگر مرنے کے بعد جب غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹائے گئے تو ہنس پڑے ۔ غاسل کہتا ہے کہ آخر غسل تک ہم غسل دیتے رہے اور یہ ہنستے رہے ۔

علامہ نووی رح نے شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۷ پر انکا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے مرنے کے بعد ہنسنا یہ بالکل ظاہر کرامت بعد الموت ہے ۔

Marfat.com

حضرت العلاء الحضرمی کا قصہ جو زمانہ حضرت عمرؓ میں ہوا تھا اور ابن کثیر نے مفصلاً ذکر کیا ہے :-

کہ سفر میں شہادت کے بعد جب دفنائے گئے تو کسی نے کہا کہ یہاں پر اس زمین میں دفنانا نہیں چاہیئے کیونکہ اس جگہ زمین میں مردہ نہیں رہ سکتا باہر نکل آتا ہے اور درندے وغیرہ اس کو کھا جاتے ہیں لہذا اس کو نکال کر ایک دو میل دور دفن کر لو۔ ساتھیوں نے سوچا کہ بہتر ہوگا کہ ہم اپنے امیر کو نکال کر صحیح حصہ زمین میں دفنا دیں۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے قبر کی کھودائی شروع کر دی اور لحد تک پہنچ گئے تو لحد میں حضرت العلاء الحضرمی موجود نہیں تھے اور لحد بہت وسیع اور نور سے چمکتا ہوا نظر آرہا تھا۔ پھر ہم نے لحد کو بند کر دیا اور روانہ ہوئے۔ یہ حضرت حضرمی کی بعد الممات بین کرامت ہے۔

البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۱۵۴۔

Marfat.com

آدابِ زیارتِ قبور

بزرگوں کے مزارات پر جب آپ جائیں تو زیارت کے آداب کو ضرور ملحوظ خاطر فرمادیں تب کچھ فیض ملے گا ورنہ سب تکلیف بیکار ثابت ہو گی۔ دنیا میں بھی آپ جب کسی سے ملتے ہیں تو اس کے سب آداب اور خوشنودی کے اسباب مہیا فرما کر ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کسی بزرگ کامل سے آپ ملیں اور بے ادبی اور گستاخانہ کلمات اس کے سامنے کریں یا ملاقات کے وقت اس سے اپنا کمر، پیٹ وغیرہ حصہ بدن میں سے ملیں یا الفاظ کفریہ منہ سے نکالیں تو وہ بزرگ کس قدر ناراض ہوگا۔ اگر آپ کی مہمانی کی قدر وہ نہ کرے تو کسی سے دھکے دلوا کر اپنے احاطہ سے نکالنے کی کوشش کرے گا۔

میرے دوستو! اسی طرح بزرگوں کے مزارات پر جاکر نہایت التزام سے آداب زیارت قبور کو جو صاحب شریعت نے تعلیم فرمائے ہیں اور سلف صالحین اور علمائے ربانی کا معمول رہا ہے اپنا معمول بنائیں۔ جاتے ہیں ہم اس لئے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اپنے برگزیدہ بندوں کے طفیل ہمارے مقاصد پورے فرمائے۔ یا یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ہمارے لئے دعا فرمادے کہ ہمارا فلاں کام ہو جائے۔ تو یہ جب ہی ہوگا کہ خلاف شریعت اور جاہلیت کے زمانہ کے رسوم سے ہم اپنی جان کو بچائیں۔

پس جب آپ کسی بزرگ کے مزار پر تشریف لے جانا چاہیں تو بہتر

Marfat.com

ہوگا کہ آپ دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور اس بزرگ کی روح پر ایصال ثواب فرماویں اور جاتے وقت یہ عقیدہ رکھیں کہ کام کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، وہی مالک ہے اور اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، وہی عالم ظاہر و باطن کا ہے، وہی اگر چاہے تو ہوگا اگر نہ چاہے تو نہ ہوگا اور وہی متصرف فی الامور ہے اور یہ بزرگ جس کے مزار اقدس پر جا رہا ہوں اس نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی طاعت میں گذاری ہے اور اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ ہے بزرگوں اور نیک بندوں کی صحبت کا خاص اثر ہوتا ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا وصال پا چکے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہوتی ہیں اپنے بندوں پر حتیٰ کہ ان کے ہم نشیں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازتا ہے (لا یشقی جلیسھم) اور بعد الوصال بھی اللہ تعالیٰ کی خاص نظر کرم ہوتی ہے اور ان کے روح کا تعلق قبر مبارک اور بدن سے مکمل ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے زائرین کو دیکھتے ہیں اور پہچاننے والوں کو پہچانتے ہیں اور انکے سلام و کلام کو سنتے ہیں۔ لہٰذا میں زیارت کو جاتا ہوں اور علاوہ اور خیر و عبرت کے انکے توسل سے اللہ تعالیٰ کے جناب میں سوال کروں گا کہ فلاں کام میرا اللہ تعالیٰ انکے طفیل اور برکت سے سرانجام فرما دے یا جا کر اس بزرگ کے مزار پر کھڑے ہو کر اس سے سوال کروں کہ اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اللہ تعالیٰ کی جناب میں میرے لئے دعا فرما۔ یا فلاں کلام کے لئے یا فلان بن فلان کے لئے وغیرہ سوال فرما کہ ایسا ہو جائے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ بزرگان دین اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ محض فضل و کرم سے اپنے محبوبین کی دعا قبول فرماتا ہے۔ (لو اقسم علی اللہ لابرہ

Marfat.com

کما فی الحدیث) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب بندے اپنے خالق و معبود حقیقی پر بھروسہ رکھتے ہوئے جب قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ یہ کام ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے تعلق خاص کی وجہ سے انکو اپنی قسم میں بری اور کامیاب فرماتا ہے اور انکو رسوائے عالم نہیں فرماتا۔

وفی شرح اللباب للملا علی القاری ثم من اداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یأتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل رأسہ لانہ اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانہ یکون مقابل بصرہ لکن ھذا اذا امکنہ۔ ومن آدابہا ان یسلم بلفظ السلام علیکم علی الصحیح لا علیکم السلام فانہ ورد السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون ونسأل لنا ولکم العافیۃ، ثم یدعو قائماً طویلاً وان جلس

لہٰذا جب آپ زیارت کو آنا چاہیں تو اس بزرگ کے پاؤں کی طرف سے آیا کریں کیونکہ اہل قبور اور اولیاء اللہ تو اپنے زائرین کو دیکھتے ہیں اور ان کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا ہے تو جب پاؤں کی طرف سے آنا ہوتا ہے تو ان کو دیکھنے میں تکلیف نہیں ہوتی بلکہ نظر آتے ہوئے سامنے آجاتے ہیں۔ اور سر کی طرف سے نہ آئیں کیونکہ دیکھنے میں پھر ان کو تکلیف ہوتی ہے مثلاً اسی زندگی میں اگر ایک دوست محب میرے سامنے آئے تو مجھے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اگر

Marfat.com

مجلس بعید او قریبا بحسب
مرتبتہ فی حال حیاتہ۔
شامی مختصر جلد ۱ صفحہ ۸۴۳
وفی عین العلم جلد ۱ صفحہ ۳۹۴
ولیسلم ولیقف مستدبر القبلۃ الخ
وفتح الربانی شرح مسند امام
احمد صفحہ ۱۸ قال الحافظ
ابوموسے الاصفہانی فی کتابہ
اداب زیارۃ القبور، الزائر
بالخیار ان شاء زار قائما
وان شاء قعد کما یزور الرجل
اخاہ فی الحیاۃ فربما جلس
عندہ وربما زار قائما او مارا
(علی اختلاف الاحوال) قالہ
ابوموسے وقال الامام ابو
الحسن محمد بن مرزوق
الزعفرانی وکان الفقہاء
المحققین فی کتابہ فی الجنازۃ
ولا یستلم القبر بیدہ ولا

پیچھے کی طرف سے آئے یا شمال یا
جنوب کی سمت پر لیٹا ہوا ہوں اور
سر کی طرف سے آئے تو تجھے ضرور
تکلیف سے دیکھنا پڑے گا۔
اسی طرح اہل قبور کی بھی رعایت کی
گئی ہے کہ اس طرح قبر کو آنا چاہیے
جس سے انکو آپ سے ملاقات کرنے
میں تکلیف نہ ہو۔ لہذا صاحب قبر کے
کے پاؤں کی طرف سے ہوکر قبلہ کی
طرف آکر سامنے قبر کے کھڑے ہو جائیں
اور قبلہ کی طرف پشت کرکے اتنا دور
کھڑے ہو جائیں جس طرح اس دنیاوی
زندگی میں اپنے دوست اور ملنے والوں
سے ملاقات کے وقت دور کھڑے
رہتے ہیں اور کھڑے ہوکر سلام عرض
کریں۔ السلام علیکم دار قوم
مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم
لاحقون ونسأل لنا ولکم العافیۃ
السلام علیکم اہل الدیار من

Marfat.com

يقبله قال على هذا مضت السنة
قال ابو موسى وقال الفقهاء
المتجردون الخراسانيون المستحب
فى زيارة القبور ان يقف مستدبر
القبلة مستقبلا وجه الميت
يسلم ولا يمسح القبر ولا يقبله
ولا يمسه ـ

وكذالك الداعى فى المسجد
النبوى ان يجعل وجهه الى
القبر المنيف ويسئل من المولى
الجليل متوسلا بنبيه الفخيم
النبيل، كما ذكره الملا على
القارى رحمة الله تعالى فى
المسلك والمتقسط فقال
ثم اعلم انه ذكر بعض مشائخنا
كابى الليث ومن تبعه كالكرمانى
والسروجى انه يقف الزائر
مستقبل القبلة كذا رواه
الحسن رح عن ابى حنيفة رح

المؤمنين والمسلمين وانا
ان شاء الله بكم للاحقون نسأل
الله لنا ولكم العافية، انتم لنا
فرط ونحن لكم تبع ـ

السلام عليكم دار قوم مؤمنين
واتاكم ما توعدون غدا
مؤجلون وانا ان شاء الله
بكم لاحقون ـ

غرض یہ کہ سلام عرض کریں اور
احادیث سے مختلف الفاظ میں
دعائیں منقول ہیں جو بھی میسر ہو عرض
کریں (اسی طرح جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے
ہونا ہے مگر وہاں پر السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اور صلوۃ وسلام پڑھنا ہوگا)۔
قبر کے سامنے کھڑا ہونا یا بیٹھنا ہر دو
جائز ہیں ۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ
کھڑے رہیں (بعض حضرات سلام

Marfat.com

ثم نقل عن ابی الهمام بان
ما نقل عن ابی اللیث مردود
بما روی ابوحنیفة عن ابن
عمر رضی الله عنه انه قال
من السنة ان تأتی قبر رسول
الله صلی الله علیه وسلم و
تستقبل القبر بوجهك ثم
تقول السلام علیك ایها النبی
ورحمة الله وبركاته ثم ایده
بروایة اخرى اخرجها
المجد الدین اللغوی عن ابن
المبارك قال سمعت ابا
حنیفة رح یقول قدم ابوایوب
السختیانی وانا بالمدینة
فقلت لانظرن ما یصنع فجعل
ظهره مما یلی القبلة ووجهه
مما یلی وجه رسول الله
صلی الله علیه وسلم وبكی
غیر متباك فقام مقام فقیه

کرنے کے بعد دعا کے وقت سر کی
طرف قبلہ رخ کھڑے ہوکر دعا کرتے
ہیں تو یہ بھی جائز ہے مگر مختار اولی ہے)
سلام کے بعد قرآن شریف میں سے جو
سورت یا آیات یاد ہو بغرض ایصال
ثواب پڑھیں۔ سورہ فاتحہ اور
گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد یا سورہ یٰسین
اگر پڑھیں تو اس کا ثواب بھی بہت
زیادہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ
سے بزرگ کی بخشش اور رفع درجات
کے لئے دعا مانگیں اور پھر اللہ تعالیٰ
سے انکے وسیلہ اور ذریعہ سے اپنے
لئے اور دوستوں کے لئے دعا
مانگیں۔ دعا کرکے اپنی ضروریات
وکام کاج یا واپسی کا انتظام
کریں۔

قبر شریف کا طواف (جس سے
صاحب قبر کو سخت تکلیف ہوتی
ہے اور غضب کی نگاہ سے دیکھ

Marfat.com

ثم قال العلامة القاري بعد
نقله وفيه تنبيه على ان هذا
هو مختار الامام بعد ما كان
مترددا في مقام المرام ثم قال
الجمع بين الروايتين ممكن
كلام الشيخ فظهر بهذا انه
يجوز كلا الامرين لكن المختار
ان يستقبل وقت الزيارة مما
يلي وجهه الشريف صلى الله
عليه وسلم وهو الماخوذ به
عندنا وعليه عملنا وعمل مشائخنا
وهكذا الحكم في الدعاء كما
روى عن مالك رحمه الله
تعالى لما سأله بعض الخلفاء
(كما نقله القاضي عياض في
الشفاء وذكرته في كتاب الوسيلة
الصادقة) وقد صرح به
مولانا الگنگوهي في رسالته
زبدة المناسك واما مسئلة

دیکھ کر ناراض ہوتا ہے اور عبادت
کی نیت سے طواف تو پھر کفر ہے
جو ہر لحاظ سے باعث خسران اور
تباہی ہے) اور اس کو ہاتھ بغرض
ثواب اور عبادت لگانا یا اس کو
بوسہ یا پشت و چھاتی کے ساتھ ملنا
گستاخی اور احادیث و فقہاء احناف
کے مسالک کے خلاف اور باعث
ناراضگی اللہ تعالیٰ ہے اور اپنے
مقاصد میں اپنے آپ کو ناکام بنانا
ہے اور نہ ایسے افعال سے صاحب قبر
خوش ہوتا ہے۔ بلکہ انکے لئے
باعث تکلیف ہے۔

پس اگر عوام میں سے اس فعل کا
کوئی مرتکب ہو جائے تو بغیر کسی
تأمل و تحقیق کے شرک اور کفر کا
فتویٰ اس پر لگانا اپنے آپ کو
خطرہ میں ڈالنا ہے بلکہ اپنے
لئے اور اس کے لئے استغفار

التوسل فقد ذكرتها وبينتها فی
كتاب الوسيلة الصادقة فتدبر

*

قال الامام العلامة الزرقانی علی
المواهب اللدنية للعلامة
القسطلانی جلد ٨ صفحہ ٣٠٥
وكتب المالكية طافحة باستحباب
الدعاء عند القبر مستقبلا
له مستدبر القبلة وممن نص
على ذلك ابو الحسن القابسی
وابو بكر بن عبد الرحمٰن و
العلامة خليل فی مناسكه، و
نقله فی الشفاء عن ابن وهب
عن مالك قال اذا سلم على النبی
صلی الله عليه وسلم ودعا
يقف ووجهه الى القبر
لا الى القبلة ويدنو ويسلم
ولا يمس القبر بيده انتهىٰ
والى هذا ذهب الشافعی و

پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ کر
احسن طریقہ سے سمجھانے کی کوشش
کریں۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ فتاوی عزیزی صفحہ ۴۲۵ اور
۴۲۶ میں فرماتے ہیں۔ جب عوام
مؤمنین کی قبر کی زیارت کے لئے جاوے
تو پہلے قبلہ کی طرف پشت کرکے اور
میت کے سینہ کے سامنے منہ
کرے اور سورہ فاتحہ ایک مرتبہ
اور سورہ قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے
اور جب مقبرہ میں جاوے تو یہ کہے
السلام علیکم اھل الدیار
من المؤمنین والمسلمین یغفر
اللہ لنا ولکم وانا ان شاء اللہ
بکم للاحقون یعنے سلام ہے
تم لوگوں پر اے اہل دیار مؤمنین
اور مسلمین، بخشش فرماوے اللہ
تعالیٰ ہمارے حق میں اور تمہارے

Marfat.com

الجمهور ونقل عن ابی حنیفۃ رح قال ابن الھمام رح وما نقل عنہ انہ یستقبل القبلۃ مردود بما روی عن ابن عمر من السنۃ ان یستقبل القبر المکرم ویجعل ظھرہ للقبلۃ وھو الصحیح من مذھب ابی حنیفۃ۔

اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

اور اگر منجملہ اولیاء اور صلحاء کے کسی بزرگ کی زیارت کے لئے جاوے تو چاہیئے کہ اس بزرگ کے سینہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور اکیس مرتبہ چار ضرب سے یہ پڑھے۔ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔ اور سورۃ انا انزلناہ تین مرتبہ پڑھے اور دل سے خطرات کو دور کرے اور دل کو اس بزرگ کے سامنے رکھے تو اس بزرگ کی روح کی برکات زیارت کرنے والے کے دل میں پہنچیں گی (اور یہی طریقہ ان کا کمال معلوم کرنے کے لئے بھی ہے) کہ فاتحہ اور درود اور ذکر سبوح کے بعد جب اپنا دل صاحب قبر کے سینہ کے سامنے کرے تو اگر اپنے دل میں راحت، تسکین اور نور معلوم ہو تو جاننا چاہیئے کہ قبر کسی بزرگ صاحب کمال کی ہے (اور اگر صاحب قبر ایک مشہور اور صاحب کمال بزرگ ہے اور تواتر سے ان کا کمال ثابت ہوا ہے تو پھر معلوم کرانے کی کچھ ضرورت بھی نہیں)

میرے دوستو! یہ طریقہ اور آداب زیارۃ القبور کے ہیں اور وہی عقیدہ صحیحہ جو پہلے عرض کر چکا ہوں ہر زائر کو رکھنا چاہیئے اور یہی

Marfat.com

مسلک اہل السنت والجماعت اور اکابر دارالعلوم دیوبند کا معمول بہ اور مفتی بہ ہے

آخر میں اتنا عرض مزید کروں گا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بہت بڑا سمجھو اور بہت ادب و احترام سے آپ کا نام لو اور آپکے ارشادات کی نسبت کرو۔ گستاخانہ طریقہ سے غیر مہذب الفاظ میں آپ کے ذکر سے بچو۔ آپ ہی واسطہ ہیں مخلوق اور حق تعالیٰ کے درمیان میں۔ آپ ہی نے خالق اور مخلوق اور عابد و معبود کا فرق بتلایا۔ آپ اللہ کے رسول اور مخلوق الٰہی میں سب سے کامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں میں سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے راستہ بتلانے والے اور اس کی طرف سب کو بلانے والے اور اللہ تعالیٰ کی باتیں معلوم کرنے والے ہیں۔ آپ ہی سب کے لئے بارگاہ رحمانی کا دروازہ اور دربار صمدیت میں سب کا وسیلہ ہیں جو آپ سے مل گیا اللہ تعالیٰ سے مل گیا۔ جو آپ سے جدا ہوا اللہ تعالیٰ سے جدا ہوا۔ خوب جان لو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیاۃ النبی ہیں آپ اب بھی عالم کے لئے رحمت ہیں اور آپ کی نبوت وصال کے بعد بھی اسی طرح باقی ہے جیسے آپ کی حیات دنیوی میں تھی۔ اور قیامت تک باقی رہے گی اور آپ کا معجزہ بھی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

آپ کے صحیح متبعین اولیاء کرام کے دامن سے چمٹ جاؤ۔ نفس و شیطان کے دھوکہ میں نہ آؤ اولیاء اللہ پر نہ کوئی خطرہ ہے نہ وہ غمگین ہونگے۔

ولی وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھتا ہے اس پر ایمان رکھتا ہو اور تقویٰ پر کاربند ہو۔ پس جس کو اللہ سے محبت ہو اس سے دشمنی مت کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی کو ایذا دے گا میری طرف سے

Marfat.com

اس کو اعلان جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے لئے جب وہ ذلیل کئے جائیں یا ان کو ایذا دی جائے بہت غیرت کرتے ہیں۔ انکی خاطر ایذا دینے والوں سے انتقام لیتے ہیں اور جو ان سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کے لئے اس کی حفاظت کرتا ہے اور ان کی پناہ میں آجاتا ہے اس کی مدد فرماتا ہے۔ اولیاء اللہ کی محبت کو اپنے اوپر لازم کرلو اور ان کا قرب حاصل کرو۔ ان کی وجہ سے تم کو برکت حاصل ہوگی انکے ساتھ ہو جاؤ۔ یہی اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے اور سن لو اللہ تعالیٰ ہی کی جماعت کامیاب ہے

حسبی اللہ نعم الوکیل، نعم المولیٰ ونعم النصیر، والحمد للہ رب العالمین وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین۔

Marfat.com

میں نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب کی اڑتیسویں فصل جو مسئلہ توسل کے بارے میں ہے، پیش خدمت کرتا ہوں تاکہ مسئلہ توسل میں اکابر دار العلوم دیوبند کا مسلک اور مسئلہ توسل بھی واضح ہو جائے۔ یہ نقل مطابق اصل ہے صفحہ ۲۵۰ نشر الطیب میں موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اڑتیسویں فصل

"آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے میں دعا کے وقت"

گو جس طرح درود شریف قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہیں مگر صرف ایک خاصیت میں درود شریف کا ایک اہم اثر ہے کہ دونوں سبب[1] ہیں دعا کے اقرب الی الاجابۃ ہونے کے اسی لئے بعد درود شریف کے اس کا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس مسئلہ میں کچھ خلاف بھی کیا ہے مگر مسلک جمہور کا اس کا جواز ہے جبکہ وہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے۔ اسی لئے مذہب منصور یہی ہوا۔

پہلی روایت: سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجہ میں عثمان بن

---

[1] درود شریف کا یہ اثر فصل سابق کی ساتویں روایت میں اور بہت حدیثوں میں مذکور ہے اور توسل کا یہ اثر دوسری روایت میں اور بھی متعدد روایات میں مذکور ہے۔

Marfat.com

حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ دعا کیجئے اللہ مجھ کو عافیت دے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے اس کو ملتوی رکھو اور یہ زیادہ بہتر ہے اگر تو چاہے تو دعا کردوں اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرلے اور اچھی طرح وضو کرلے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے۔ اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے اے محمدؐ میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری ہو جائے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

ف اس سے توسل صراحۃً ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اس کے لئے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے اور حاصل توسل فی الدعا کا یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسل بالاعمال میں بھی تھوڑے سے تغیر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال آپ کے نزدیک موجب رحمت ہیں اور ان کا فاصل بھی مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کئے تھے۔ پس ہم پر رحم فرما اور اس میں جو یا محمدؐ آیا ہے۔ اس سے ندا غائب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انجاح الحاجۃ

Marfat.com

میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا۔

دوسری روایت:۔ انجاح الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیف رض سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص عثمان بن عفان رض کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ اس نے عثمان بن حنیف سے کہا انہوں نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہا یہ پڑھ۔ چنانچہ اس نے یہی کیا اور حضرت عثمان رض کے پاس جو پھر گیا تو انہوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا۔ الحدیث بیہقی نے اس کو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان و حاکم نے اس کی توثیق کی ہے اور اس میں ایک گونہ ضعف ہے (جو کہ ایسے ابواب میں مضر نہیں)

ف اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے اور ندا کا شبہ یہاں بھی نہ کیا جائے۔ دو وجہ سے ایک تو متبادر قصہ سے یہ ہے کہ مسجد نبوی میں جانے کو فرمایا ہے سو وہاں حضور قریب ہی تشریف رکھتے تھے ندائے غائب لازم نہیں آئی اور دوسرے سلف صالح

Marfat.com

خوش اعتقاد تھے۔ ندا بقصد تبلیغ ملائکہ انکے حال سے ظاہر تھا۔ بخلاف اس زمانہ کے عوام کے عقیدہ میں غلو رکھتے ہیں۔ اسی لئے انکو منع کیا جاتا ہے بلکہ ان کی حفاظت کے لئے خواص کو بھی روکا جاتا ہے۔ تیسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت روا سمجھ کر نہ کرتے تھے۔ اب اسمیں بھی غلو ہے۔ پس ان کا فعل ان ناقصین کے فعل کا مقیس علیہ نہیں بن سکتا۔ ع

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز فصل ہذا میں جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے۔

تیسری روایت:۔ مشکوۃ میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگوں پر قحط ہوتا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے واسطہ سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہم (پہلے) آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے۔ آپ ہم کو بارش دیتے تھے اور (اب ہم آپ کے دربار میں اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش دیجئے۔ چنانچہ بارش ہو جاتی تھی۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ف اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا۔ جبکہ اس کو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا قرابت معنویہ کا توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے حضرت عباس سے توسل کیا نہ اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا۔ جبکہ دوسری روایت سے اس کا جواز

Marfat.com

ثابت ہوتا ہے اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابی سے نکیر منقول نہیں اس لئے اس میں اجماع کے معنی آگئے۔

چوتھی روایت :- ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی طرف اس میں ایک منفذ کردو۔ یہاں تک کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا۔ تو بہت زور کی بارش ہوئی۔ الحدیث روایت کیا اس کو دارمی نے کذافی خیر المواعظ باب الکرامات **ف** اوپر توسل بالقول ثابت ہوا تھا۔ اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا۔ اس کے معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یہ آپ کے نبی کی قبر ہے جس کو ہم تلبس جسد نبوی کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہیں اور نبی ملابس چیز کو متبرک سمجھنا یہ بوجہ اس کے کہ علامت ہے اعتقاد عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب رحمت ہے پس ہم پر رحم فرمائیے۔

پانچویں روایت مواحب میں بسند امام ابوالمنصور صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ میں قبر کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں فرمایا ہے - ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما - اور میں

آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں۔ پھر دو شعر پڑھے الخ انتہیٰ ان محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی اھ غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں پس حجت ہو گیا۔

مِنَ الروض

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ
فالفتح من جندہ والنصر والظفر

۲ دعاکم مستغیثا راجیا املا
فهل له من سوی لطفکم نظر

فاعطف الهی علینا قلب سیدنا
خیر الانام فمنه العطف منتظر

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من زانت به العصر

۱ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصر اور ظفر اس کے لشکر میں سے ہے ۲ اس بندہ نے آپ کو یا رسول اللہ مستغیث ہو کر اور امید کی چیزوں کا امیدوار ہو کر پکارا ہے سو اس کیلئے آپ کے لطف کے سوا کوئی نظر گاہ نہیں۔ ۳ سو اے اللہ ہم پر ہمارے سردار خیر الامم کو مہربان کر دیجئے۔ کیونکہ آپ کی طرف سے عطوط کا انتظار ہے۔

Marfat.com

"نقل فتوائے اعلیٰ حضرات دار العلوم دیوبند"

استفتاء

یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روح مبارک علیین میں ہے اور آپ کا اپنی قبر اور جسد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لہٰذا آپ کی قبر پر اگر درود وسلام پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو ثواب پہنچتا ہے؟ لیکن آپ سنتے نہیں تو کیا یہ عقیدہ مذکورہ صحیح ہے یا غلط۔ اور غلط ہونے کی صورت میں بدعت سیئہ ہے یا نہیں۔ اور ایسے عقیدہ والے کی امامت کا کیا حکم ہے امید ہے آپ اپنی قلم سے فتویٰ تحریر فرما کر ارسال فرمادیں گے۔

نوٹ:- یہ فتویٰ مولانا محمد یوسف صاحب مسجد ٹکر والی خوشاب کے پاس ہے

الجواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ خود سنتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں۔ آپ اپنے مزار میں حیات ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے۔

جو اس کے خلاف کہتا ہے غلط کہتا ہے وہ بدعتی ہے۔ خراب عقیدے

Marfat.com

والا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ حدیث میں ہے۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (الحدیث)۔

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ من بعید اعلمتہ رواہ ابو الشیخ وسندہ جید اھ (القول البدیع)

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء صلوۃ اللہ علیہم احیاء فی قبورہم یصلون رواہ ابن عدی والبیھقی وغیرھما (شفاء السقام صفحہ ۱۳۴)۔

دو تین حدیثیں نقل کر دی ہیں اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ جنکا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو انکار کرتا ہے بدعتی اور خارج اہل سنت والجماعت ہے۔ غرض پڑھنے والے کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں اور اپنے مزار مبارک میں بجسدہٖ موجود ہیں اور حیات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مہر دارالافتاء دیوبند

کتبہ السید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند

۱۳ ۵/۷۶ھ

Marfat.com

عقیدہ حیات النبی علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق وارث علوم قاسمیہ
مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم العالی مہتمم دارالعلوم دیوبند کا

ارشاد گرامی

نحمدہٗ و نصلی، احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند وغیرہ میں بالتفصیل مرقوم ہے یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں اور جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔

(محمد طیب مدیر دارالعلوم دیوبند وارد حال ملتان)

حضرت علامہ الحاج محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی مفتئ اعظم پاکستان کا

ارشاد گرامی

جمہور علماء امت کا عقیدہ اس مسئلہ میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ انکی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ہیں بلکہ کچھ آثار بعض دنیاوی احکام میں بھی باقی ہیں مثلاً میراث کا تقسیم نہ ہونا۔ ازواج مطہرات سے

Marfat.com

بعد وفات کسی کا نکاح جائز نہ ہونا متقدمین میں امام بیہقی کا اور متاخرین میں شیخ جلال الدین سیوطی کا مستقل رسالہ اس مسئلہ کی توضیح کے لیئے کافی ہے جن میں روایات حدیث پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ بیہقی نے فرمایا ہے:

والحیاۃ الانبیاء بعد موتھم شواھد من الاحادیث الصحیحۃ

اس میں تصریح ہے کہ موت کے بعد ان کی حیات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ موت صرف جسم پر آتی ہے روح پر نہیں اس لیئے حیات بعد الموت کو صرف روحانی کہنے کے کوئی معنی نہیں۔ اور شفاء الاسقام میں امام حدیث وفقہ تقی الدین سبکیؒ نے اپنی کتاب کا نواں باب اسی مسئلہ کی تحقیق کے لیئے لکھا اس میں انبیاء علیہم السلام کے لیئے بعد وفات کے حیات جسمانی حقیقی ثابت کرنے کے لیئے فرمایا ہے۔

وقد ذکرناہ من جماعۃ من العلماء وشھد لہ صلوۃ موسٰی علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوۃ یستدعی جسداً امعھا وکذلک الصفات المذکورۃ فی الانبیاء لیلۃ الاسراء کلھا صفات الاجسام ولا یلزم من کونھا حیاۃ حقیقۃً ان یکون الابدان کما کانت فی الدنیا من الاحتیاج الی الطعام والشراب والامتناع عن النفوذ فی الحجاب الکثیف وغیر ذلک من صفات الاجسام التی نشاھدھا بل قد یکون لھا حکم اٰخر فلیس فی العقل ما یمنع من اثبات الحیاۃ الحقیقۃ لھم (شفاء الاسقام من السبکیؒ)

اس کے بعد شہداء کی حیات برزخی پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

فلم یبق الا انها حیاة حقیقة الآن وان الشهداء احیاء حقیقة وهو قول جمهور العلماء لکن هل ذلك للروح فقط او للجسد معها فیه قولان۔

اس کے بعد اس قول ثانی کو ترجیح دی کہ یہ حیات حقیقی صرف روح کے لئے نہیں بلکہ جسد کے لئے بھی ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ جب عام شہداء امت کے لئے برزخ میں حیاۃ حقیقی جسمانی ثابت ہوئی تو انبیاء کی حیات کچھ ان سے اعلیٰ واقویٰ ہی ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے جمہور علماء امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔

مسئلہ مذکورۃ الصدر کی تحقیق میں یہ بھی آچکا ہے کہ صرف حیات روحانی کا قول جمہور علماء امت کے خلاف ہے اور یہ ظاہر ہے کہ دیوبندیت کوئی مستقل مذہب نہیں اتباع سلف وجمہور اہل سنت والجماعت ہی کا نام دیوبندیت ہے جو عقیدہ جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے وہ دیوبند کے بھی ضرور خلاف ہے۔

بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ دار العلوم کراچی

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

دار الافتاء
دار العلوم کراچی
اسلامیہ جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

تقریظ

سند العلماء، قدوۃ الخلف، عالم نحریر، شمس فلک الشریعۃ استادی حضرت العلامۃ مولانا شمس الحق صاحب افغانی سابق شیخ التفسیر دار العلوم دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل و وزیر المعارف الشرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان رکن مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ پاکستان، اطال اللہ بقائہ وعمت فیوضہ۔

رسالہ زیارۃ القبور مصنفہ جامعہ المعقول والمنقول حاوی الفروع و الاصول جناب سید مولانا بادشاہ گل صاحب اکوڑوی میں نے دیکھا۔ زیارت قبور اور اس کے شرعی طریقہ اور کرامات اولیاء اور امور برزخیہ وغیرہ کے متعلق جو مضامین میں نے ملاحظہ کئے وہ شریعت غراء اور مسلک اکابر دار العلوم دیوبند کے مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور مصنف علامہ کو اجر جزیل عطا فرما دے۔

۱۳ ذوالحجہ ۱۳۷۶ھ

احقر العباد شمس الحق افغانی

عفا اللہ عنہ

Marfat.com

تقریظ

صفوۃ الصلحاء، عمدۃ الفقہاء والمحدثین، جامع الکمال، بقیۃ السلف، ذوالفہم الباہر والرشد الظاہر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمبلپوری شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ پاکستان و سابق صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور مدظلہ ودامت فیوضہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد احقر نے حضرت اقدس جناب مولانا بادشاہ گل صاحب دام فیضہم سجادہ نشین آستانہ اکوڑہ خٹک و شیخ الجامعہ دارالعلوم جامعہ اسلامیہ (قاسمیہ) کی تازہ تالیف (رسالہ زیارت القبور) دیکھی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ نہایت مفید پایا۔ آج کل عوام بزرگان دین کے مزارات کے مختلف خیالات (اعتدال سے بعید) میں مبتلا ہیں۔ بعض اگر افراط میں ہیں تو بعض دوسرے تفریط میں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مؤلف دامت فضائلہ کو کہ انہوں نے اس باب میں افراط و تفریط سے برطرف ہو کر مسلک اعتدال کو نقول صحیحہ شرعیہ سے ثابت کر کے مزارات پر جانے کا مسنون طریقہ بیان فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تالیف کو مفید بنا کر قبول فرمائے اور حضرت مؤلف دام فیضہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ وما توفیقنا الا باللہ العظیم۔

العبد الاحقر عبدالرحمٰن غفرلہ

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

(کتبہ محمد انور)

Marfat.com

مخلصانہ اپیل

حضرات کرام! جامعہ اسلامیہ پاکستان اکوڑہ خٹک ہمارے ملک میں ایک مستند دینی ادارہ تعلیم ہے۔ جہاں پاکستان و ہندوستان کے مشہور و معروف اساتذہ کرام کثیر التعداد طلبہ کو کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درس و تدریس میں مشغول ہیں جن پر سالانہ تقریباً بائیس ہزار روپے کے اخراجات بفضلہ تعالیٰ عوامی امداد سے پورے ہوتے ہیں جامعہ اسلامیہ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ ہے اور مرکزی وزارت مالیات نے اسے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور محکمہ تعلیم پشاور نے جامعہ کی سند کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ جامعہ کا انتظام ایک مجلس شوریٰ کے سپرد ہے جس میں ملک کے ممتاز حضرات شامل ہیں۔ گذشتہ سال جامعہ میں ایک شعبہ دارالتصنیف بھی قائم کر دیا گیا۔

جامعہ کی مزید ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ مکان کی کمی ہے چنانچہ مجلس شوریٰ نے ۱۱ فروری ۱۹۵۶ء کے اجلاس میں الحاج خان محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مردان کی سرپرستی میں ایک کمیٹی منتخب کر کے جامعہ کیلئے ایک عظیم الشان بلڈنگ کی تعمیر انکے سپرد کر دی۔ تعمیری نقشہ میں ایک وسیع مسجد کتب خانہ دارالتفسیر دارالحدیث مطبخ اور دارالاقامہ وغیرہ شامل ہیں جن پر تقریباً دو لاکھ روپے صرف ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر توکل کر کے کام شروع کر دیا گیا۔

لہٰذا قوم کے نیکدل حضرات سے اپیل ہے کہ حسب استطاعت زکوٰۃ خیرات اور عطیات سے اس عظیم دینی درسگاہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے تعاون فرمادیں جو مستقبل میں انشاء اللہ مسلمانوں کے جملہ دینی اخلاقی اور شرعی تحفظات کا منبع ہوگا۔

پتہ ترسیل امداد:- حضرت مولانا الحاج سید بادشاہ گل صاحب شیخ الجامعہ

Marfat.com

مطبوعات جامعہ اسلامیہ پاکستان رجسٹرڈ اکوڑہ خٹک

۱۔ **قواعد ترجمۃ القرآن** شائقین ترجمہ قرآن کے لئے بے حد مفید رسالہ ۔ مصنفہ مولینا الحاج محمد زاہد الحسینی پروفیسر گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی رح ۔ صفحات ۹۶ ہدیہ ایک روپیہ

۲۔ **تفسیر بخاری** پشتو زبان میں قرآن عزیز کی تفسیر جو حضرت العلامہ شیخ الجامعہ مولانا الحاج سید بادشاہ گل صاحب لکھ رہے ہیں ۔ جلد اول سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی پہلی دو رکوعات کی تفسیر ۲۰×۲۶ کرنافلی سفید کاغذ پر چھپی ہے ۔ صفحات ۲۲۵ ہدیہ مجلد ۔/۵ غیر مجلد ۴/۸

۳۔ **دعوۃ الحق** چار سوالات کا حل ۔ مؤلفہ حضرت شیخ الجامعہ مدظلہ العالی ۔ مصدقہ حضرت قبلہ مولانا عبد الرحمٰن صاحب زید مجدہم (سابق شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور) شیخ الحدیث و صدر مدرس جامعہ اسلامیہ ۔ ہدیہ ۱۲ر

۴۔ **سیر السلوک** المعروف بہ **فوائد حسینیہ** حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم کی تیسری تصنیف ۔ جس پر تقریظ بقیۃ السلف شیخ الحدیث والتفسیر علامہ حسین احمد مدنی مدظلہ العالی نے تحریر فرمائی ہے ۔ اس کتاب میں تصوف و سلوک پر بیش قیمت معلومات فراہم کی گئی ہیں جس کا مطالعہ اصلاح نفس و شوق عبادت کے لئے اکسیر اعظم ہے ہدیہ ایک روپیہ

۵۔ **شادی بیاہ کمیشن رپورٹ پر مکمل تبصرہ** صرف ۲ر کے ٹکٹ ملنے پر مفت روانہ کیا جاتا ہے

۶۔ **کتاب الوسیلہ** تالیف حضرت شیخ الجامعہ دامت برکاتہم جس میں نصوص اور روایات مستندہ سے توسل بالانبیاء و اولیاء ثابت کیا گیا ہے جن پر تقاریظ حضرت مولانا خیر محمد صاحب ملتانی حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی ۔ حضرت مولینا احتشام الحق صاحب تھانوی ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی ، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی اور حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کیمبلپور نے لکھی ہیں ۔ ہدیہ ایک روپیہ ۴ر آنے ۔

Marfat.com

:- از قلم مفتیٔ پاکستان قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب :-

۷ - رحمت کائنات - حیات بعد از موت - حیات الانبیاء ، حیات سید الانبیاء علیہم السلام کو علمی دلائل سے ثابت کرنے والی پہلی کتاب ، ہدیہ دو روپیہ

۸ - خلاصہ فقہ اسلامی - سارے فقہ حنفی کا خلاصہ اردو زبان میں ہدیہ ایک روپیہ

۹ - ضرورت حدیث - فتنہ انکار حدیث کا مدلل دفاع - ہدیہ دو روپیہ

۱۰ - آئین وراثت - وراثت جیسے ضروری اور پیچیدہ مسئلہ کا آسان حل ہدیہ ۸ ر آنے

۱۱ - جواہر البخاری - بخاری شریف کے تراجم الابواب پر اردو زبان میں پہلی کتاب - ہدیہ ایک روپیہ -

۱۲ - تفسیر تعلیم القرآن - قرآن کریم کی آسان اور کامل تفسیر - زیر طبع -

۱۳ - المدنی - شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی مکمل سوانح - جدید اور دلچسپ طرز بیان - زیر قلم

پتہ

۱ - ناشر کل ناظم دار التصنیف جامعہ اسلامیہ پاکستان اکوڑہ خٹک

۲ - مولانا سید محمد انظر شاہ صاحب قیصر شاہ منزل دیوبند - یو پی

نوٹ :- ہندوستانی خریدار آخری صفحہ پر پتہ ملاحظہ فرمادیں -

صاحبزادہ میاں جمیل احمد

Marfat.com

Marfat.com

ہندوستانی خریدار

اپنی رقومات بنام حضرت مولانا سید محمد ازہر شا
صاحب قیصر شاہ منزل دیوبند (یو پی) کے نا
بھیجکر ڈاکخانہ کی رسید ناظم دارالتصنیف کے نا
ارسال فرمائیں - رسید ملنے پر مطلوبہ کتب بذر
رجسٹری بھیجدی جائیں گی --

خادم

راحت گل ناظم دارالتصنیف جامعہ اسلامیہ پاک
اکوڑہ خٹک

Marfat.com

ہندوستانی خریدار

اپنی رقومات بنام حضرت مولانا سید محمد ازہر ش
صاحب قیصر شاہ منزل دیوبند (یو پی) کے نا
بھیجکر ڈاکخانہ کی رسید ناظم دارالتصنیف کے نا
ارسال فرمائیں - رسید ملنے پر مطلوبہ کتب بذر
رجسٹری بھیجدی جائیں گی --

خادم

راحت گل ناظم دارالتصنیف جامعہ اسلامیہ پاک
اکوڑہ خٹک

Marfat.com

زیارۃ القبور

1830

ذخیرہ

شائع کردہ

دارالتصنیف جامعہ اسلامیہ پاکستان رجسٹرڈ

Marfat.com